



قوس

اثر

بلیقہیں جمال

توسن قس

(یعنی چند بہترین اخلاقی اور فطری نظموں کا یادگار مجموعہ)

— (اثر) —

محترمہ بلقیس جمال بریلوی

بنت حضرت مولانا مولوی عبدالحق صاحب

بیکیم ضاجنت مکانی مولوی حافظ عبدالحلیم صاحبی، ایس، سی، ایل، ایل، بی

وکیل میرٹھ

(باہتمام محمد میاں مالک اتحاد پریس منظر نگار)

(طبع شد)

قیمت فی جلد ۸

(جمہ حق بن مصنف محفوظ)

بار دوم ... جلد

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	شمارہ	صفحہ	مضمون	شمارہ
۴۰	نغمہ یاس	۱۹	۳	قوس قرع	۱
۴۲	حد آرند	۲۰	۴	نذرِ مقسمہ	۲
۴۴	محدوم تمنا	۲۱	۵	حسرت شاعر	۳
۴۶	تیری محبت	۲۲	۶	قوس قرع	۵
۴۸	ارامین کا ایک درد	۲۳	۷	گنگا کے کنارے	۶
۵۰	محبت کی فتح	۲۴	۸	کشتی میں	۷
۵۱	چوڑیوں والی	۲۵	۱۱	تالاب کے کنارے	۸
۵۲	شہید محبت	۲۶	۱۳	دختر ملت سے خطاب	۹
۶۱	حسینہ کے خیال میں	۲۷	۱۴	حضرت زینب کا خطاب	۱۰
۶۳	مروجہ خاتون اکرم کے نام	۲۸	۱۷	پیغامِ عمل	۱۱
۶۵	جذباتِ حسرت	۲۹	۲۴	شیعہ	۱۲
۶۷	حسنِ تصور	۳۰	۲۷	پروانہ	۱۳
۶۹	مجدوب کی بڑ	۳۱	۲۹	نغمہ تمنا	۱۴
۷۰	ہدیہ شوق	۳۲	۳۰	صبح نیاز	۱۵
۷۱	وداعِ بہناں	۳۳	۳۳	جنگی سے خطاب	۱۶
۷۳	وداعِ غزال	۳۴	۳۶	حسینہ	۱۷
۷۴	وداعِ شمیم	۳۵	۳۸	مضموم جادو	۱۸
۷۶	فغانِ یاس	۳۶			

قوس قزح

از مولانا شفیق احمد صاحب شفیق صدیقی ہونپوری

زندہ باداے عندلیبِ شمس بیانِ شاعری
آج تیرے ہی ترانوں پر ہے موسیقیِ نثار
مطربِ گلزارِ جنتِ گوشِ برآواز ہے
کیوں نہ اربابِ ادبِ سمجھیں اسے روحِ نشاط
گر ترے اشعار پر پڑتی رہے غارِ نگاہ
عزت افزائی ہوئی ہے تجھ سے فنِ شعر کی
روکشِ نقش و نگارِ جنتِ الفردوس ہے
خاصِ وقت کی نظر سے خلقِ دیکھی گئی ہے

تجھ پہ صدقے ہے بہارِ بوستانِ شاعری
اے جمالِ باکمالِ انکسہ دامنِ شاعری
گوخ اُٹھا ہے تیرے نعوسِ گہانِ شاعری
تیری یہ تصنیفِ لاثانی ہے جانِ شاعری
منکشف ہوتا رہے سرِ نہانِ شاعری
بار بارِ احسن کہتی ہے زبانِ شاعری
جلوہِ قوسِ قزح سے آسمانِ شاعری
اور بھی ممتاز ہو جائے گی شانِ شاعری

لکھ کے یہ تاریخِ سالِ طبعِ جھوم اٹھا شفیق

جانِ فراز نگ بہارِ آسمانِ شاعری

توس قزح

(از مولانا شفیق احمد صاحب شفیق صدیقی جوپوری)

دیکھئے اے عبادِ بلقیس خوش اختر دیکھئے
ایک ہی توس قزح پر آسماں کونا ز تھا
دید کے قابل ہے دنیا کے سخن کا ہر سماں
چند لفظوں میں مضامین تصوف ہیں کہیں
گاہ ذکرِ سجدہ عجز و نیاز و بندگی
جھوم جھوم اٹھتا ہے ہر مصرع پہ سارا میکہ
کاشفِ اسرارِ عرفاں ہے یہ تصنیف لطیف
پردہ الفاظ میں حسنِ ازل مستور ہے
داتا گنور ہے، یا سرگذشتِ طور ہے
چھڑ گئی ہے داتا گنورانی اے کلیم
شوکتِ الفاظ بھی ہے خوبی معنی بھی ہے
میں لکھوں تاریخِ دیوانِ جمالِ باکمال

جلوہ توس قزح روئے زمیں پر دیکھئے
اک نئی توس قزح دنیا میں گھر گھر دیکھئے
شام رنگیں دیکھئے صبح منور دیکھئے
بند گوزے میں حقائق کا سمندر دیکھئے
بیٹھے بیٹھے جلوہ محراب و ممبر دیکھئے
ہر غزل میں ہر سرورِ دورِ ساغر دیکھئے
اس کے صفحاتِ درخشاں کو الٹ کر دیکھئے
ہر ورق ہے اک نقابِ روئے الود دیکھئے
صفوہ قرطاس پر ایمین کا منظر دیکھئے
اب جہاں میں بجلیاں گرتی ہیں کس کد دیکھئے
آفریں کہتی ہے رواج ہر سخنور دیکھئے
میری قسمت دیکھئے میرا مقدر دیکھئے

کیا بلاغتِ خیر ہے یہ مصرعہ تاریخِ طبع

یا ادب توس قزح چسبی ادب پر دیکھئے

نذر محقر

بخدمت اقدس برادر محترم عالیجناب طالب علی صنا الہ آبادی

حلقہ شعر در نگین داری	تاج فرق سخن چنیں داری
در سخن جملوہ میں داری	طالب خوش بیان ذمکہ شناس
شمع منزل تو در جبین داری	ایکہ استا و خضر راہن است
ایں کمال عجب ترین داری	شاعرے گشتہ ام ز فیض نہاں
تو نگاہ کرم چنیں داری	آبروئے دوام می یا بم
چشم خورشید آفریں داری	کسب صوکر و شیشہ سخفم
چوں نگاہت میں داری	نظم ناچیز سلک مرجاں شد
من یہ نامت کنو شتریں داری	سلک ناچیز را کفم معنون

نذر شوق جمال کن مقبول
چشم الطاف آفریں داری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حسرت شاعر

اُٹھا دے ساقی رنگیں بہارِ رخِ سونقاب
لے دے جامِ محبتِ لطیفِ پاک و لذیذ
عطا ہو شبنمِ عرفاں کا قطرہ روشن
اُٹھا دے آنکھ سے پردہ ہمارے کیفِ مجاز
منائے گوشِ تمنا کو پھر نوائے سروش
بتائے پائے تجسس کو راہِ منزلِ عشق
فریبِ چشم ہو یا ہو طلسمِ ذوقِ نظر
کمال ہے کہ تصور ہے مجھ پر حقِ جمال
دکھا جاں کہ ہے قلبِ غیرتِ سحاب
ہو جس کی بو پہ تصدیقِ شبنمِ مستِ گلاب
کہ جس سے غنچہ روحِ حزمین اک مہتاب
دکھا دے جلوہ رنگیں شائے رخِ سونقاب
پلا دے پھر لپ تشنہ کو جامِ یادہ ناب
دکھا دے دیدہ بینا کو شمعِ خلوتِ خواب
نگاہِ شوق میں ہو سیکر جمالِ شباب
مگر ہے ذوقِ نظر یا جمالِ حسنِ نقاب

جمال نام ہے لیکن ہوں شیشہ بے نور
دکھا دے جلوہ پہناں اس آئینے میں شباب

قوسِ قزح



منظر ہے کچھ بھیگا بھیگا	زنگیں شام ہے عالم آرا
گلشن گلشن صحرایہ	زنگ شفق ہے ہلکا ہلکا
بادہ کوثر ہے ہر قطرہ	ساغر میگوں ہے ہر غنچہ

مست ہو زنگیں ہست آلا	صبحِ چین ہے کیف کا دریا
موجودات ہے غرقِ صہبا	موج ہوا اک نغمہ سہنا

ساحرِ قوس ہے سحر سراپا حیرت میں ہے چشمِ تماش

جوسے رواں ہیں ادسے بادل کیف چکاں میں گلشنِ جنگل
بہرِ فضا میں، بہرے ہر تل گنگا جمنی اُجلے بادل
قوسِ قزح اک حسنِ سلسل رُخ پر ہر نگین دامنِ نگینِ آخل

اُفت یہ دھنک کا جلوہ زنگیں ہر دلی ہے دامنِ گلچیں
سُرخ لبوں میں بادہ شیریں آنکھیں زنگیں عارضِ سمیں
ناز بد اماں مُشدد آگیں ایک کہاں سو رنگ زنگیں

آنکھوں میں اک جامِ تبسم پتلی میں آرامِ تبسم
ابروں میں اک دامِ تبسم زلفوں میں اک شامِ تبسم
ہونٹوں میں پیغامِ تبسم سرتاپا الہامِ تبسم

دیکھ کے زنگیں قوس کا جلوہ عالم ہے مسرورِ نظارہ
شوخی اور چخیل طفلِ سادہ ہنس ہنس کر کرتا ہوا اشارہ
کوئی تمسک کا فرِ رعنا حیرت میں ہو دیکھ کے جلوہ

گنگا کے کنارے

(۱)

جب غم کا اندھیرا چھاتا ہے جب دُنیا سے گھبراتی ہوں
 دل میں راجب بھر آتا ہے جب یاس زدہ ہو جاتی ہوں
 جی شورش سے گھبراتا ہے ہر بات سے جب اُکتاتی ہوں
 خود پاؤں مرا اٹھ جاتا ہے گنگا کے کنارے آتی ہوں

(۲)

یہ اس کی چمک موتی کی لڑی یہ اس کی فضا یلورنسا
 یہ اس کی دمک مر مر جیسی یہ اس کی پسیدی نورنسا
 یہ اس کی جھلک چاندی سو جڑی یہ اس کی تختیلی طورنسا
 یہ اس کی ہلک پھو لو نہیں بسی یہ اس کی نگاہیں جورنسا

(۳)

یہ ہلکے ہلکے کچھ نئے جو نازک قطرے گاتے ہیں
 یہ صاف اچھوتے کچھ شیشے جو موجوں کو چمکاتے ہیں
 یہ نرم جھکولے پانی کے جو لہروں میں لی کھاتے ہیں

یہ سرد ہواؤں کے جھونکے - جو گنگا میں لہراتے ہیں

(۴)

کرتے ہیں عجب حیران مجھے ہے رُوح میں پیدا کیفیت
ہو جاتے ہیں ساکن سینے بے ہے قلب کی ساکت اجالت
اٹھتی ہیں جو موجیں اٹھلا کے ہوتی ہے نظر کو اک حیرت
چلتے ہیں جو پانی کے جھالے بڑھتی ہے طبیعت کی حسرت

(۵)

دن رات ہو کیوں سرگرم عمل؟ کیوں چپکے چپکے گاتی ہے؟
کیوں دل میں مچی ہے یہ ہلچل؟ کیوں ہلکے ہلکے آتی ہے؟
چتون میں پڑے ہیں لاکھوں یل کس سوچ میں ڈبی جاتی ہے
چھائے ہیں اُداسی کے بادل جذبات میں لہریں کھاتی ہے

(۶)

کیا راز ہے تیرے دل میں نہاں آ - اپنا حال سنا گنگا
سینے میں ہے مخفی غم کا دہواں کچھ اپنا راز بتا گنگا
ہے راگ ترا بلبل کی نغاں پھر غم کی تان لگا گنگا
کر مجھ کو ذرا مدہوش بیاں پھر چپکے چپکے لگا گنگا

(۷)

کیا اُس کا ہوا کچھ تجھ پہ اثر
کیا اُن کا حال کھسلا تجھ پر
کیا اُس کا اڑا ہے کوئی تھر
کیا اُس سے تو بھی ہوئی مضطر؟

جو درد ہے میرے دل میں نہاں
سینے میں جو شعلے ہیں نغفی
جو آگ ہے میرے دل میں لگی
جو درد جگر میں ہے میرے

(۸)

کچھ اشکِ یاس بہائیں ہم
اک شمعِ دردِ جلا لیں ہم
رور و کے سب کو رو لائیں ہم
دو آنسو ل کے چڑھائیں ہم

آ۔ اپنے وطن کی عزت پر
آ۔ ہند کی شامِ حسرت پر
آ۔ اپنی شکستہ قسمت پر
آ۔ قوم کی قیبر ویراں پر

کشتی میں

شبِ قہتاب بڑھتی آ رہی ہے
کمرِ قہتاب کی گر مار رہی ہے
ہوا پھولوں میں یوں ہزار رہی ہے
فضا پر کیفیت سی چھا رہی ہے
نسیمِ جاں فزا اٹھلا رہی ہے

فضاؤں پر خموشی چھا رہی ہے
چمکتی ریت ہے خاموشِ دجاہد
سکونِ شب میں جیسے موجِ نغمہ
ہوا ہے ست جلوہ چاندنی کا
شکوہ نے چپکے چپکے کھل رہی ہے

ہو اکیا میکدے سے آرہی ہے؟
 تو چشمِ رُوح بھٹکی جا رہی ہے
 لڑی موتی کی شبنم لا رہی ہے
 فضا میں روشنی سی آرہی ہے
 فضا دریا کی چکی جا رہی ہے
 فروشِ آب کو لبہِ ابرہی ہے
 جہاں اک بخود ہی سی چھا رہی ہے
 فضا آئینہ ساد کھا رہی ہے
 جہاں چھپ چھپ کے خوشبو آرہی ہے
 ستاروں کی چمک شرما رہی ہے
 مری کشتی لچکتی جا رہی ہے
 نشاطِ روح جھومی جا رہی ہے
 کہ میری روح نعمہ گارہی ہے
 یوں ہی بس چپکے چپکے جا رہی ہے
 صدا کچھ میٹھی میٹھی آرہی ہے
 پری جنگل کی شاید گارہی ہے
 کثافتِ دل کی دہتی جا رہی ہے

ہر اک غنچہ ہے مستِ کیفیتِ فطرت
 ملی ہیں آج غنچوں سے نکاہیں
 حسین و مست غنچے منتظر ہیں
 ٹپکتے نرم شبنم کے ہیں موتی
 لطیف و سیم گوں ہو ہیں رواں ہیں
 ہوا چپکے سے موجوں سے گزر کر
 جہاں ہر موج ہے سرشارِ فطرت
 جہاں موجوں میں اک گزندِ گستاہ
 جہاں رُک رُک کے چلتی ہیں ہوائیں
 جہاں کی زندگی کی تابشوں سے
 اُسی دُنیا کے کیف و خامشی میں
 نکلا ہیں ہو چکیں محمودِ فطرت
 نظرِ نجی زباں خاموشِ دل چپ
 رواں ہے کس طرح کشتی کہوں کیا
 مری کشتی کے سارے آب گوں سے
 مری کشتی میں موجوں کے سہارے
 متور چاند کے سیلِ رواں میں

اسی خاموش شب کی زندگی میں مری قسمت تجھلی پار ہی ہے
 ہوا ہے قلب کو الہام روشن نظر میں جگمگاہٹ آ رہی ہے
 جمالہ ہاں ذرا خاموش رہنا
 جلا چشم تمنا پار ہی ہے

تالاب کے کنارے

بادل کے نرم ٹکڑے باد صبا بھونکے
 کچھ سیم گون سگوفے نسریں کی ڈالیوں میں
 جوہی کا ایک پودا دلکش لطیف وزنگیں
 باد صبا کے بھونکے آ آ کے چھڑتے ہیں
 پھولوں کے سُرخ لب ہیں فطرت کا اک سیم
 موجوں کے گیت میں ہے اک نغمہ تمنا
 کچھ لڑکیاں کھڑی ہیں معصوم شوخ و کافر
 آنکھیں ہیں ان کی گویا شاعر کا کاک تخیل
 خمدار ان کے ابرو ہیں خنجر کشیدہ
 وہ چھوٹے چھوٹے گارمیل کے ان کو لپٹے

پانی کے صاف چشمے لہڑیوں کے سرد پلچھے
 جھک جھک کے گرہے ہیں شاد آسپار یونین
 تالاب کے کنارے جھونکوں میں جو تریں
 جوہی کے پھول سنس کر دامن بکھڑتے ہیں
 پتوں کے نرم جھونکے اُمید کا ترنم
 گاتی ہیں نغمہ غم دوشیزگانِ دریا
 قوس قزح تصدیق ہو ان کی ساریوں پر
 مرغولہ پریشاں ہے ان کی مست کا کل
 ان کی حسین آنکھیں اک ہوئے زمیدہ
 بجلی جھک رہی ہے تالاب کے کنارے

بے ساختہ تیسرے اُن کے لپٹا قصاں
 میں اُن کو دیکھتی ہوں اور خود کو دیکھتی ہوں
 معصوم دل ہیں اُن کے وہ مسکرا رہی ہیں
 افسوس ایک ہیں کس محسوسِ زندگی
 اسے داتے میرا دل ہے اک بسملِ طہیدہ
 میری نگاہِ حسرت اک درد کی کہانی
 بیگانہ مسترت محروم عیش و عشرت
 آنکھوں میں اک حال کہ آنسو جھلک رہی ہیں
 اے میری آہ سوزاں میرا پیام لے جا
 معصوم تمہیوں کی موجِ رداں بھی حیراں
 گاہے نگاہِ حیراں پانی پہ پھینکتی ہوں
 میرے وجودِ غم پر کھجلی گرا رہی ہیں
 مجبور فوجِ خوانی مجروحِ خونِ نشانی
 آہوئے صید کردہ یا مرغِ خونِ چکیدہ
 پامالِ یاس و اراں غمناکِ زندگانی
 مایوسِ لطف و بہجت اک غمِ نصیبِ حسرت
 یا ابرو غم چکاں میں قطرے چمک رہے ہیں
 بیہوش سوئیوں کی تک عرضِ عام لے جا

جو سو رہے ہیں اُن کو اے آہ تو جگانے

ساکنِ ساعیوں کو نغمہ مرانا ہے

دُخترِ ملت سے خط!

ہو گئیں ہر ترقی سے فضا میں نورِ پاش
 بڑھ گیا سعیِ انسانی سے زمانے کا وقار
 ہو گئی اقوام کی ہر تہریں آبر و
 چھپ گئی لیکن نہ جانے کون کون تہریں تو

ذوقِ زینت سے تجھے ملتی نہیں صحت ذرا
بادہ دولت کا تیری نگاہوں میں خار
حالِ ملت پر نظر کرنے سے تجھ کو فائدہ
زندگانی ہے تری صرف بہارِ روزگار

اک کتابِ ناز و غمزہ پیش چشمِ ناز ہے
ہو گئی جس پر نگاہِ شوقِ تیری یوں نثار
جلوہ ہائے حسنِ مغربِ تیری نظروں میں کھبے
ہو گئی پر دانہ بن کر شمعِ مغرب کا شکار

اُنساؤں تجھ کو میں دردِ وطن کی داستان
آدکھاؤں تجھ کو اپنے پارہ چاکِ جگر
اک شبِ ظلمات ہی یا قسمتِ ہندوستان
دیکھ حالِ ملکِ ملتِ بند آنکھیں کھول کر

آئینہ میں دل کے عکسِ حسرتِ تھوڑے دیکھ
زخمِ ہائے سیدہ میں بیانِ جوِ غم بھی دیکھ
اک چراغِ یاس میں صد شعلہِ تدبیر دیکھ
دل کے پھوٹے آبلوں میں ناؤں کو سمجھ دیکھ

آفسائے یاس میں آراستہ کر انجمن
ان پریدہ بیٹیوں کو مجتمع کر دے ذرا
آنسوؤں سے خون کے سیرکب کشتِ وطن
بوئے گلِ یمنی مشامِ روح میں بھر دے ذرا

کیوں فضاے دہر میں ہر اک باتِ ناشی
تیرے تاروں میں بھر میں نغمہ آتشِ فریض
گنگناؤں کیوں نہیں دردِ وطن کی رگنی
تیرے ہونٹوں میں نہاں ہے لذتِ طاقِ سروش

آدلوں پر چپکے چپکے بارشِ الہام کر
دھیمے نغموں کی جگائے لوحِ مردہ کو ذرا
آپہن میں انقلابِ تازہ کا ہنگام کر
شعریّتِ مربوطِ مستی پہ سرستی میں گام

جامِ آتشِ خیزوہِ بزمِ وفا میں بھر کے لا
جس سے ان مردہ رگوں میں نیاں آجائیں
دمِ بزدل وہ ساغرِ حبِ وطن لاکر پلا
خفگیانِ قوم کو شادِ ذرا آجائے ہوش

منحصرِ تہ پر ہے بنیادِ ترقیِ وطن
تو اگر ڈالے رہی دل پر خموشی کا نقاب
مٹ نہیں سکتے دلِ مایوس کے رنج و محن
تو نے گر جلدی نہ قسمت کو بنایا کامیاب

ملتِ برباد کی نظریں ہیں تیری منتظر
ہو رہی ہیں دم بہ دم تیری نگاہوں پر نشان
اٹھ اور اٹھ کر کشتِ ملت کو ذرا میرا بک
پھر بدل دے اک نظر میں یہ فضا روئے نگار

گمراہی ہے یہ چالِ درد و غم کی راگنی
چلے زرتیں سے اٹھ سُن میرا دیکھ لگ تو
چھوڑ دے یہ فرشتہ گل اے نو بہارِ زندگی
بربطِ حسرت پہ گائیں ہم پیامِ آرزو

حضرت زینبؓ کا خطاب

اپنے نختِ جگر عوں و محمدؐ سے

جاؤ میدان کی جانب مرے دل کے پیارِ میری بے نور نگاہوں کے چمکتے تار د!
حق و انصاف و صداقت کے علمبردار و وقتِ خدمت کا ہی اسلام کے خاتمِ نگار

چرخِ ایمان محمدؐ کے تارے تم ہو

قوم کی ڈوبتی کشتی کے سہارے تم ہو

تحمُّ اُمید محمدؐ کے گلستاں تم ہو چرخِ اسلام کے خورشیدِ درخشاں تم ہو

کون کہتا ہے ابھی طفلِ دبستاں تم ہو مردِ میدانِ وفا شہرِ نیتیاں تم ہو

شانِ احمدؑ ہے ہر اک نقشِ قدم سے پیدا

آنِ احمدؑ ہے اسی دم اسی خم سے پیدا

اختیارِ نور محمدؐ کی تحبلی تم ہو جس سے ملت ہو ضیاءِ تاب وہ بجلی تم ہو

جس سے اسلام ہے سیراب وہ پانی تم ہو بحرِ عالم میں ہے نایاب وہ موتی تم ہو

دُرّۃ التاج بہارِ چینِ زلیست ہو تم

وجہِ معراج بہارِ چینِ زلیست ہو تم

نوں رگ رگ میں تمھاری ہو علی کا جاری وہ علی شیر خدا سیف محمد یعنی
 رستم لشکر اسلام ہو دلیند علی جس کی تلوار کے جبروت کو دنیا لرزی
 جلوہ تیغ محمد ہو یہ سمجھ رہا

تابِ انوار محمد ہو یہ جلنے رہا
 تیغ و شمشیر کے زیور ہیں جوانوں کیلئے نیزہ و تیر کھلونے سے ہیں مردوں کیلئے
 کھیل ہو جان کی بازی بھی سپنوں کیلئے غاڑہ رُخ ہے ابو دیں کو شہید کیلئے

نوکِ نیزہ کو وطن اپنا سمجھتے ہیں جوان
 چھاؤں تلوار کی یہ اپنا سمجھتے ہیں مکان
 لوٹ کر گھر میں نہیں آتے ہیں رکنِ غازی فتح ہوتی ہے تو دکھلا ہیں پھر غازی
 ورنہ سو جاتے ہیں تلوار کے نیچے غازی جانِ اسلام پہ کر دیتے ہیں صد غازی
 نشانِ اسلام ہے تلوار سے کٹ کر مڑا

وصفِ اختیار ہے بیخ جانے کی کوشش کرنا
 شیر ہوا اپنے قدم اب نہ ہٹانا پیارو لاکھ ہوں تیر و اں تیر چلانا پیارو
 رن میں جتنا تو نہ پھر پیٹھ دکھانا پیارو ہار جاؤ تو دو ہیں جان گنا پیارو
 جاؤ دُنیا کو دکھا دو کہ مسلمان تم ہو

مرد میدان ہو تمھیں رستم دوراں تم ہو
 میری تنہائی کا اندیشہ نہ کرنا بیٹو! تم تصور میں مری گود میں ہو گے پیارو!

فخر میں تم پہ کروں گی مرے غازی لاوا لعل اسلام کے ہو سرخ لبادہ پہنوا

خون میں ڈوب کے جب آؤ گے گھر میں یعنی

میں سمجھ لوں گی کہ دو لہا میں یہ سیر غازی

پیاس ہے تم کو لگی خلد کے چستے ہیں اں جام شیریں ہیں لئے ہاتھ میں حورانِ جناب

جاؤ اسلام پر جاں اپنی کرو اب قرباں آپ شمشیر کے پردے میں ہو گوشتِ پنهان

تم گرد گے تو علی جھک کے اٹھا لیگے تمہیں

مصطفیٰ نور کی چادر میں چھپا لیگے تمہیں

پیغامِ عمل

کیا سناؤں داستانِ بے ہری تقدیر کی

ہر نظر نے حسرتِ جذبات کی تشہیر کی

آہ سوزاں نے شبِ بے حلقہ زنجیر کی

خون کے قطروں نے بلکونیں عجب تاثیر کی

ایک ہوا زخمِ جگہ اور اتنی نوکیلہ تیر کی

ڈیڑ با آئی ہیں آنکھیں خامہ دگبیر کی

ہر نفس خونِ تمنا سے ہے غمگین حیات

نالے اٹھ اٹھ کر مرے ہونٹوں تک آؤ گے

بن گئیں ذارہ آنکھیں اک جھڑی سی لگ گئی

کیا کہوں کہو بکھر سناؤں داستانِ دردِ دل

ہیں نگاہیں یاس آرا ہر نطفہ حسرت فزا
شعلہ جذبات سے ہیں پتلیاں شعلہ بنا

پھر نگاہ یاس سے پہنے لگے قطراتِ خوں
ہو گئے جذباتِ سینہ میں تلاطمِ آشکار
کیا سناؤں داتا بن وحشتِ قلبِ حزیں
ہو گئی ہے غرقِ بحرِ یاس کشتیِ اُمید
پھر گریباں کی طرف بڑھنے لگا دستِ جنوں
بڑھ گئیں زخمِ جگر کی سوزشیں سے فردوں
حسرتِ دردِ بہانی کی کہانی کیا کہوں
ہو گیا ہے آرزوئے دل کا بیدِ دی کوخوں
ہو گئی ٹیسوں سے زخمِ دل کی کیفیتِ بوں
حسرتِ دل ہو گئی مجسمِ حیاتِ بیکسی

ہائے دنیائے مُسرتِ دستِ غم نے ٹوٹ لی

یاس کی خاموش راتیں ظلمتِ افزائے حیات
زندگی کے سُست لمحے وقفِ دردِ بیکسی
ہر طرف کانٹوں سے ہے معمورِ حیات
ہر نظر کی خامشی صد حسرتِ آرائے حیات
ہو گئیں شاہینِ تنہا دردِ دُعا ہائے حیات
ہو گئیں آنکھیں پیامِ اشکِ افزائے حیات
کب تک اک زخمِ جگر چھلکاؤ مینائے حیات
تاکے آنکھیں رہیں محوِ شرکِ موجِ دار

ایک زندانِ بلا ہے اور ہم مجبور ہیں

چاندِ روشن ہے مگر ہم چاندنی سے دور ہیں

سوئے دالی آنکھ اکب تک سکونِ کیفِ خواہ
کھول دے آنکھیں کہ ہو جائے تجلی بے نقاب

نیند سے تیری قصائیں ہو گئیں نذرِ جہود
تیرے سونے کو زمانہ ہو گیا مصروفِ خواب
تیری غفلت کر گئی پتھرِ دہ ہر اُمید کو
تیری خاموشی سے دُنیا ہو گئی غفلتِ ماب
تو نے سو کر ایک عالم کی نگاہیں بند کیں
تیری شبِ خوابی سے ڈوبا زندگی کا آفتاب
تیری خاموشی کو سازِ زندگی خاموش ہے
تارِ ہستی کے ہوئے نئے سکوں افزائے خواب

روزِ روشن نے تجلی ریز آنکھیں پھیر لیں
گلشنِ اُمید پر کالی گھٹائیں چھا گئیں

بے نیاز ہوش! ہر اُمید اب بیہوش ہے
اے نوائے خواب! ہر غنجے کو نیند آنے لگی
اے تم پر دازِ ہستی! بے نیاز عقل و ہوش
پڑ گئی ہے اوس ہر شہلے چشمِ ناز پر
ہر قدم ساکت ہو اہر پائے رنگیں سو گیا
اے گلِ خاموش غفلت ہر چین خاموش ہے
اے سکوتِ نغمہ! ہر بلبل سکوں بردوش ہے
تیرے سو جانے سے ہر اُمید حسرتِ نوش ہے
ہر نگاہِ حُسن یعنی خواب درِ آغوش ہے
ہر خرامِ ناز میں اک لغزشِ بیہوش ہے

نیند کے سیلاب میں یہ کس طرح کا جوش ہو
ہر تما سو گئی ہر آرزو ناموش ہے

ہو گئی خاموش وہ رنگیں ہوا جذبات کی
صبح کا نازک پسیدہ رنگِ غفلت ہو گیا
خلوتِ اُمید کے گوشے ہیں دیرانِ اُداس
چھپ گیا ہے یاد لول میں ماہِ تابِ زندگی
رُک گئیں تہریں قصائے بحرِ موجودات کی
چھا گئی ہر ذرہ دل پر سیاہیِ رات کی
اُٹھ رہی ہیں ہر طرف سوزِ آندہاں آفات کی
ہو گئی پردے میں پنہاں چاندنی جذبات کی

بجلیاں ہر شمع دل کی صرف ظلمت ہو گئیں
چھا گئیں گلشن پہ کالی بدیاں ظلمات کی
دُوب کر مارے دلوں کے غرقِ حشر ہو گئے
زندگی کے نورِ سب عنوانِ ظلمت ہو گئے

جاگ اے خوابیدہ جذباتِ پھر بیدار ہو
عرصہ علمِ دُخل میں پھر ذرا ہستیار ہو
منزلِ اُمید میں بن اک خرامِ دل نشیں
شاہِ راہِ زندگی میں واقعِ رنقار ہو
پھر پیامِ آرزو پیدا ہو نطقِ شوق میں
پھر صدائے دلِ خاموش میں بیدار ہو
شمعِ ہمت پھر چمک جائے شبِ جذبات میں
روشنیِ نوسے جس کی دنِ تجسلی زار ہو
جامِ ہائے درد کے ہاں دُور پھر چلنے لگیں
ہر نظرِ محمود ہو ہر زندگی سرشار ہو
کشتیِ دل بحرِ اراں میں رواں ہونے لگے
پر تو جذبات سے رنگیں جہاں ہونے لگے

آہِ سکوتِ شام میں پھر نالہِ پیہم کریں
آہِ دل کا شمعِ محفل کو بسائیں زار دار
کھینچ لیں سینے سے پھر پوشیدہ نوکیں تیر کی
آہِ سرِ نشن ہیں زخمِ غنچہ محتاجِ رفو
سیم گوں کیلوں کو رنگِ زندگی کو رنگ دیں
آہِ لبِ خاموش کو پھر واقعہِ ماتم کریں
کرکِ سوزاں کو سوزِ زیست کا محرم کریں
زخمِ ہائے چاکِ دل شرمندہِ مرہم کریں
بلبلوں میں پھر باہنگامہِ ماتم کریں
برگِ ہائے خفتہ کو بیدارِ خوابِ غم کریں

اک شارعِ نورِ چمکائیں جبینِ ماہِ پر

نہت گردیں ایک آنسوِ استغنینِ ماہِ پر

اٹھ سکونِ یاس کو ہنگامہ درد امن کریں
 شمعِ ہمت سے تجلی آفریں ہوں ہر طرف
 قلوبِ خاموش میں پھر نالہ و شبنون کریں
 تیرگیِ دربرِ فضا میں، دادیِ ایمن کریں
 کوثر و تسنیم کی موجوں کو گردیں آشکار
 ماہتابِ علم کے چہرے سے سرکائیں نقاب
 ذرے ذرے کو شعاعِ نور روشن کریں
 رستخیزِ چشم کو اک برقِ مہ افکن کریں
 چرخِ ملت پر تارے جھلملائیں نور کے

داستانِ دل سنا کر ہر چمن پر علم کریں

عشرتِ اغیار دو دہ آہ سے برہم کریں

آرپ خاموش کو پھر زمزمہ آرا کریں
 پھر دہواں آہوں کا چھا جائے فصاحتِ بند پر
 دل کی ساکن گھاٹیوں میں حشر اک برا کریں
 قیس کے احساس کو پھر محلِ سیلے کریں
 منزلِ دل میں بچھائیں چاندنی کا فرش نور
 غیرتِ فردوسِ جنگل کا ہر اک گوشا کریں
 چھین لیں غنچوں سے پھر یہ پردہ رنگِ حجاب
 نکلت خوابیدہ گل کو مشام آرا کریں
 آ۔ وطن کی خاک کے ذرے بنائیں آفتاب
 آ۔ چمن کی ہر کلی سے اک چمن پیدا کریں

نیم خواب آنکھوں سے رنگِ صبح پھیلائے لگیں

ہر نظر سے بارشِ انوار برسانے لگیں

پھر چمن ہنگامہ نو سے نوا پر دانہ ہو
 ہو مغنی اک نیا پیدا ہر اک آواز سے
 طاہر دل پھر فضا میں مائل پرواز ہو
 ہر چمن موئے مغنی اک نرالا ساز ہو
 جن سے ہر خاموش دل اک محشرِ آواز ہو
 تارہائے ساز سے نکلیں وہ نغباتِ عجیب

وسعتِ دل میں بپا حشر جنوں ہونے لگے اُس کے ہر نغمے کا ایسا دل رُبا انداز ہو
ہو کے معبودِ الم جھلکے نگاہِ مضطرب اس قدر جذبات کش دھڑکھ بھری آواز ہو

مضطرب ہو جائیں موحینِ بحرِ حیات کی

ملہب ہو جائیں کر نیں تیر جذبات کی

پھر نشاطِ زندگانی آئینہ افروز ہو پھر پیامِ کامرانی صد بہارِ آموذ ہو
غنجِ جذبات کے لب ہوں تبسمِ آفریں سازِ دل پھر واقفِ اسرارِ کیفِ سوز ہو
ہر سحر ہو آئینہ دارِ شعاعِ صبحِ خلد یعنی ہر شامِ وطنِ شامِ شبِ نوز ہو
ذربے ذرے سے پیامِ زندگی آنے لگے قطرے قطرے کا متوجِ نغمہِ دلِ روز ہو
پھر جمالِ خستہ کی آنکھوں میں پیدا ہو چمک پھر شعاعِ زندگی برقِ بجلی سوز ہو

پھر لبِ گلہائے ملتِ خندِ زن ہونے لگے

خار ہائے دشت میں پیدا چمن ہونے لگے

شمع

عشق کی دُنیا لڑتی ہے ترے پیغام سے بُوئے اُلفتِ مسکرا پڑتی ہے تیرے نام سے
منزلِ ویراں پر روشنِ روزِ شعلہِ خام سے ہے تر آوازِ غنیں تر ترے انجام سے

محشر جذبات تیری چشم کا فوری میں ہے

بحر محسوسات تیرے جملہ فوری میں ہے

نالہ خاموش ہے تیرا بابِ زندگی تیری کو میں کا منتا ہے آفتابِ زندگی

سوزِ جذبات ہے تیرا بابِ زندگی عالمِ اسرار میں تو ہے حجابِ زندگی

حُسنِ پنہاں ہے تمہے ہنگامہ خاموش میں

عشقِ عریاں ہے تری آتشِ چکاں آغوش میں

ہے کلیمِ منتظر تیرا نیا زندگی سوزِ اُلفت سے ہے مضمحل تیرا سا زندگی

بہت آگینِ وفا عشرتِ نوا زندگی گوشِ شاعر کو بتا تو نے رازِ زندگی

حُسن ہے نورِ آفریں تیرے حیمِ ناز میں

عشق ہے محوِ تمنا تیرے سوز و ساز میں

صبحِ کوثر ایک تیرے جلوہ روشن میں ہے سوز کی تاریخ تیرے آتشیں دامن میں ہے

آہ کا پر تو ترے افسانہِ ایمن میں ہے کوئی شعلہ رُو نہاں اس تیری پیر میں ہے

عشقِ محوِ سوز تیرے لمحہ انوار سے

حُسنِ محوِ گفتگو ہے شعلہ بیدار سے

اے ریابِ زندگی اے نغمہ سازِ حیات تیرے شعلوں میں نہاں ہے جلوہ رازِ حیات

زندہ باد اے شمعِ محفلِ شعلہ پردازِ حیات سوزِ ہے انجامِ تیرا، سوزِ آغِ حیات

شام کو جل کر سحر تک خاک ہو جاتی ہے تو

جاگ کر راتوں کو آخر تک سو جاتی ہے تو

پر تو لمعات سے ساری فضا ہر لالہ زار تیری خاموشی سے محفل میں بستے ہیں شرار

سو نہ دل کو مرتعش کرتی ہے جب باد بہار کانپ اٹھتی ہے تری جبینِ حسین شعلہ بار

یہ سیاہی رات کی تاروں کا یہ ہلکا سا نور

اور یہ تیری جبین اک شعلہ خاموش طور

اے جمالِ ناز میں بھی خستہ جذبات ہوں ان اندھیرے جنگلوں میں بستہ ظلمات ہوں

محفلِ عشرت میں میں خاموشیِ نفات ہوں حسرتِ شبنم سے آلودہ اندھیری ات ہوں

سو نہ تیرا مرتعش میرے دل پر غم میں ہے

نغمہ آتش چکاں تیرا مرے ماتم میں ہے

آہ کہ تجھ میں جذب ہو کر میں بنوں جذباتوش آہ کہ تیری مستیاں ہیں میری مخموری کا جوش

آہ کہ تیرے زمرے ہیں میری ہستی کا خروش آہ کہ تجھ میں میرے نالے ہیں تجلیاتِ پوش

تیرے نغموں میں یہاں ہر مزمارِ حیات

تیری آہوں کا دھواں ہے آبروِ حیات

دونوں مل کر جل بھیں انسانہ بیہوش میں یعنی دونوں خاک ہو جائیں شرارِ جوش میں

دونوں خاکستر ہوں آتشِ خانہ خاموش میں پھونک دیں ہستی کو اپنی اُلفتِ مدہوش میں

آگ بولچھ میں دہ میرے دل انگلیں میں ہے

لاگ بولچھ میں ہر میری آہ آتش چیں میں ہے

نظم جب بزمِ فلک کا منتشر ہو جائے گا جب ستارہ صبح کا ذوقِ نظر ہو جائے گا
 رُوئے پُر مردہ کسی کا جب قبر ہو جائے گا قطرہِ شبنم چین زاہرِ سحر ہو جائے گا
 اُس گھڑی یہ منظر غناک ہو گا اور میں
 کاروانِ شمع جل کر فناک ہو گا اور میں

پیروانہ

میں بھوکوڑو ساز ہوں	خودش دل گداز ہوں	کہانیِ غم جہاں	شادِ شہدِ پیکان
قتیلِ چشمِ ناز ہوں	شہیدِ صدِ نیاز ہوں	تباہیوں کی داستان	شرِ چکانِ خوفِ نشان
+ ————— +			
میں تابشِ شرار ہوں	جلا ہوا دیار ہوں	نویدِ سوزو ساز ہوں	پیامِ غم طراز ہوں
لٹی ہوئی بہار ہوں	سرودِ بے قرار ہوں	فنا کا ایک راز ہوں	حقیقتِ مجاز ہوں
+ ————— +			
میں نعمتِ خموش ہوں	پیامِ سوز و جوش ہوں	الم کا جوشِ زندگی	ہے سوزِ پوشِ زندگی
شرِ کدہ بدوش ہوں	نواہے توں فروش ہوں	شرِ فروشِ زندگی	و بالِ دوشِ زندگی
+ ————— +			

ازل سے سوختہ جگر ازل سے کشتہ شہر
 میں حُسنِ آشکار ہوں میں عشق بے قرار ہوں
 طہیدہ موطہیدہ سر طہیدہ دل طہیدہ پُر
 میں زلفِ تار تار ہوں نگاہِ برق دار ہوں

کبھی خراب ناز ہوں کبھی سرِ نیاز ہوں
 کبھی جگر گداز ہوں کبھی وفا کا راز ہوں
 دوامِ حُسنِ مجھ سے ہے ہے زہرِ عشقِ میری مے
 سکوتِ شب ہے میری نئے سنی ہے قونے میری لے

کس کی التجا ہوں میں قیامتِ وفا ہوں میں
 قتیلِ صدِ جفا ہوں میں شہیدِ صدا ہوں میں
 ہو بزمِ کیفِ مضمحل کروں جو عرضِ دردِ دل
 ستم سے حُسنِ منفصل وفائے عشقِ ہو مجمل

غمِ دوامِ عشق ہوں کہ صبح و شام عشق ہوں
 شہیدِ نامِ عشق ہوں کہ اک پیامِ عشق ہوں
 یہ ہے پیامِ آخری جو ہے تلاشِ بخودی
 تلاشِ کردہ زندگی کہ جو نقطہ مجھے ملی

تپش ہے میری بانسری ہے آہِ میری لگنی
 ہے سوزِ میری زندگی ہے موتِ میری بخودی
 میری حیاتِ مشتعل ہے ایک سوزِ مستقل
 یہی جہاں آب و گل یہی جہاں بھی ہو دل

میں خواہ ہوں تباہ ہوں دکھی کی میں کراہ ہوں
 وفا کی قتل گاہ ہوں صدائے آہِ آہ ہوں
 فزوں ہے سوزِ شہرِ جگر دک رہے ہیں بالِ پُر
 نظر اٹھا اٹھا نظر! ہے شمعِ میری منتظر

لگی ہے آگ سر بسر
سلامِ ابرہہ مختصر

نغمہ رشتہ

اے برقی تالیاں جلوے دکھا جا	پر دے اٹھا دے او پردہ ساماں
اے ساتی جاں ساغر پلا جا	جلوے دکھا دے او جلوہ انشاں
اے نغمہ ساماں نغمے سُننا جا	کافر بنا دے او کفر پیناں
بہنو دینا جا آنکھوں میں آجا	اے سحر عریاں آنکھوں میں آجا
آنکھوں میں آجا دل میں سما جا	آنکھوں میں آجا دل میں سما جا

غزوں کا مسکن چشمِ تہا	آنکھوں کی مخرجی میناں ساماں
جلووں سے روشن یہ دل کی دُنیا	تیلی کی بجلی اک قلبِ لرزاں
ہو جائے ٹکشن میرا بھی صحرا	رُخ کی تجلی امین یہ داماں
اے حُسنِ رعنا آنکھوں میں آجا	حُسنِ فراواں آنکھوں میں آجا
آنکھوں میں آجا دل میں سما جا	آنکھوں میں آجا دل میں سما جا

بیدار کر دے اے صبحِ سیمیں ! پُر نور کر دے اے ماہِ رخشاں
 ہشیار کر دے اے صویرِ شیریں غمور کر دے اے کیفِ سماں
 سرشار کر دے ساقیِ رنگیں مسکور کر دے اے سحرِ عیاں
 اے حُسنِ نکمیں آنکھوں میں آجا اے کیفِ عرفاں آنکھوں میں آجا
 آنکھوں میں آجا دل میں سما جا آنکھوں میں آجا دل میں سما جا

اد جانِ دلبر کب تک یہ غمزدہ
 اد شوخِ کافہ کب تک یہ عشوہ
 ہے سنگِ دہرِ بے خودِ جہالہ
 جا ناںِ سجدہ آنکھوں میں آجا
 آنکھوں میں آجا دل میں سما جا

صبحِ نیاز

ہے چشمِ زگس نیمِ خواب ہے ہر کلی جامِ شراب
 ہے صبحِ تبریکِ شباب دُہندہ لاہوا اور شہاب
 مویں ہیں عرفانی رباب مدہوش ہے چشمِ حباب

تارے ہیں تہیدِ حجاب دامن کشاں ہر ماہتاب
آنکھیں ہیں مدہوشِ خراب ہے فاشِ رازِ موجِ داب

ہاں اسے مودن دے اداں

جذبات ہیں حشرِ نیاز احساس ہے مجسّمِ ناز
اُف یہ گھٹائیں حشرِ ساز بکھری ہے یازلفِ ایاز
غنجے ہیں کچھ نکمتِ طراز نظارے ہیں تقدیسِ ساز
ہے آپ جو آئینہ ساز موجیں ہیں بے زارِ مجاز
منظر میں ہے سوزِ دگداز میں پتیاں سجده نواز

ہاں اسے مودن دے اداں

دُہند لاہورِ نگِ قمر تارے ہیں کچھ کچھ منتشر
انگڑا الی لیتی ہے بحر آئینہ امواج پر
شبِ نیم مثالِ اشکِ تر قطرے بہارِ مستتر
یوں مسکراتی ہے نظر رنگیں بہاریں دیکھ کر
جیسے کنول کے پھول پر سورج کی کرنیں جلوہ گر

ہاں اسے مودن دے اداں

بادِ صبا ہے منظر موج ہوا ہے منظر
دورِ گھٹا ہے منظر کیفیتِ فضا ہے منظر

نورِ خدا ہے نقطہ جو سما ہے نقطہ
 تابِ سہا ہے نقطہ ہلکی ضیا ہے نقطہ
 کیفیتِ صدا ہے نقطہ سوزِ نوا ہے نقطہ

ہاں اے مودن بے اذال

نجسِ سحر ہے نقطہ نورِ سر ہے نقطہ
 ہر برگِ تر ہے نقطہ موجِ نظر ہے نقطہ
 ہر اشکِ تر ہے نقطہ تابِ گہر ہے نقطہ
 حسنِ بصر ہے نقطہ دردِ جگر ہے نقطہ
 گوشِ اثر ہے نقطہ جھکنے کو سر ہے نقطہ

ہاں اے مودن بے اذال

مجنونِ مسمومات ہوں سرشارِ حیات ہوں
 مجروحِ کیفیات ہوں دیوانہ جرمات ہوں
 مدہوشِ مصنوعات ہوں پروردہ لذات ہوں
 آوارہ نعمات ہوں سرشارِ اہامات ہوں
 مستِ تجلیات ہوں آئنا پر باقیات ہوں

ہاں اے مودن بے اذال

جذبات ہیں اندو گلیں احساس ہے عم آفریں

ایمانِ دل، دل کے کلیں اور حسرتیں پہلو نشیں
 برباد ہے قلبِ حسرتیں دیراں پر دوج آتشیں
 تیری ادا ہے دل نشیں رازِ محبت کی ا میں
 آدھ میں لے ناز آفریں جھکے کو ہے میری حبیں

ہاں اے موزنِ مے اذال

جوگی سے خطاب

اس صبحِ عطر زائیں، بے تابی ہو ا میں
 دامنِ مہِ مسافت، اس چاند کی ضیائیں
 اس کیفیت کی دُنیا، رنگینیِ فضا میں
 اس نغمہِ صبا میں، اس برگ کی نوایں

اک کیفیت ہے یہاں اک سحر ہے نمایاں

اک بیخودی ہے لہذاں اک بے ہوشیِ خراں

بدستِ فضا میں گلِ یزئی چمن میں
 بدہوشِ برگِ گل میں مخمورِ نسترن میں
 بے تابی ہو ا میں رنگینیِ سسمن میں
 ہر برگِ نغمہ زائیں ہر حسنِ خندہ زائیں

کچھ جلوہ سازیاں ہیں خندہ طرازیوں میں

عشوہ فروشیاں ہیں غمزہ نوازیوں میں

میںخانہ زارِ فطرت، جنگل کی زندگی میں
 دُنیا سے کیفِ ولذتِ بادل کی بخودی میں

اس نغمہِ محبت کو کُل کی بانسری میں مُبلل کی بے خودی میں، ہیریل کی لگتی ہیں

اک صوتِ سردی ہے ہر آہ سے ہویدا

سو نغمہ ہائے اُلفت ہیں ساہنڈل سے پیدا

حسرت نصیب جو گئی یہ شعلہ آفرینی یہ تیری بے خودی اور جنگل کی سبروادی

شعلہ میں ہو کے پنہاں یہ سوہنڈل کی بجلی یہ غم چکاں لبوں سے آہوں کی شعلہ یزری

خاک اس جہاں کو سوہ آواز کر رہ جائے

جنگل کہیں فلک کو پرواز کر رہ جائے

آنکھوں میں بادہ افزا سا غرچہ لگ رہی ہیں پلکوں کی جنبشوں کی موتی چمک رہی ہیں

ہونٹوں میں تیرے سپہ شعلے بھر رہی ہیں نغموں کی بجلیوں سے جنگل دھک رہی ہیں

کچھ حسرتیں پنہاں ہیں نظروں کی بکسی میں

چنگاریاں ہیں لاکھوں اک سا زخمی ہیں

آنکھوں میں بجلیوں کی بیتابیاں پنہاں ہیں ہونٹوں میں شعریت کی غنائیاں پنہاں ہیں

پلکوں میں رازِ غم کی غمازیاں پنہاں ہیں نغموں میں بھگیوں کی بربادیاں پنہاں ہیں

آہیں لبوں میں پنہاں نغمے فضا میں لرزاں

ہے سُرخ آنکھ گریاں رخسارِ گلِ داماں

صحرائے آرزو کے او بے خبر مسافر اے رازِ دانِ فطرت دیوانہ مُستاطر

اے بے خودِ حقیقت مسخِ عشقِ ساحر غربتِ نواز ہو گی فطرت پرست شاعر

تسکین کی جستجو میں یہ اضطراب تیرا

بجلی بنا ہوا ہے قلب لگا ر تیرا

کیوں آنکھ سُرخ کر کے مخمور زندگی ہو
کیوں لب گداز کر کے مدہوش بے ہوشی ہو

کیوں محو آہ ہو کر صرف الم کشی ہو
مصرف یاس ہو کر تصویر بے کسی ہو

دُنیا پلائے گا کیا اپنی کراہ سے تو؟

عالم کو پھونک دینگا غمی نگاہ سے تو؟

کیوں غم لٹا رہا ہے صحرا کے دامنوں میں
دریا بھرے ہوئے ہیں ملکوں کی جنبشوں میں

آتش بہار رہا ہے سُنان جنگلوں میں
رود کے گار رہا ہے خاموش گھاٹیوں میں

صحرا کہیں اتر سے سکتے ہیں آنے جانے

تو محو ہو کے روح و دل میں سمانہ جانے

مجھ کو فنائے غم میں پیغام صد بقا دے
مردہ دل حزیں کو اعجاز سے بھلا دے

چھالوں پہ دل کے اٹھکے مرہم ذرا لگا دے
ہو جاؤں جس سے بخود وہ گیت پھر سنائے

نفرہ لگا کے "ہو" کا پھر زندگی عطا کر

مردہ پڑی ہوئی ہے رُوحِ جمالِ مضطر

حسینہ

اے حسینہ! مستِ حُسنِ دل نشینِ دل نواز
 اے سراپائے لطافت! اے نگارِ صبحِ رنگ
 اے جمیلہ! نازِ مستِشِ انسانہِ بلخ و بہار
 اے سمنِ برِ اعفتِ صدِ غنچہ ہائے نازِ نین
 اے حسینِ نا طورہ! خورشیدِ سیکرِ برقِ خیز
 اے حیاپِ نازِ نینِ بحرِ جذباتِ شباب
 ساحرہ! موجِ ستمِ کاریِ چشمِ مستِ ناز
 مستِ زہرہ! محورِ قصِ نازِ برِ چرخِ حیا
 گیسوئے آوازِ تیرے بکھتوں کی داستاں
 اک دہواں تھا آہِ کاہِ بوزلفِ کافرینِ گیا
 سہے جبینِ ماہِ گولِ شمعِ درخشاںِ شباب
 پر تو برقِ جمالِ طورِ سرتا پائے ناز
 اے ستمِ پردازِ فطرت! اے بہارِ شوخِ و رنگ
 اے حسینہِ غیرتِ ماہِ تجلیِ آتشِ کار
 اے ستمِ گرِ اشدِ گلِ ہائے رنگیں و حسین
 اے گلِ نوخیزِ گلِ رازِ شبابِ غنچہ ریز
 اے شعاعِ مہرِ عصمتِ بر لبِ موجِ حجاب
 اے طلسمِ زندگیِ اے خندہِ مینا گداز
 اے شبابِ موجِ افزائے ادائے دلربا
 زلفِ عنبرِ آفریں میں اک گھٹا زہتِ نشاں
 میری اُلفتِ کا شرارہِ حُسنِ پردہ رین گیا
 نازِ نینِ شکوئوں سے بزمِ زیست میں ہوا انقلاب

چند شکستیں آہ وہ برہم زنِ نظم حیات
 قرص پر بلور کے شادِ خراشیں پڑ گئیں
 خنجرِ برو کی حرکت اذنِ قتلِ عام ہے
 ہر تحرکِ جن کا وقتِ خونِ حسرت ہو گیا
 سُرخ ڈورے آنکھ میں کھینچتے ہوئے تلوار سے
 چشمِ کاف کے اشارے برقِ افکن ہو گئے
 بجلیاں ٹوٹیں فضا میں برقِ پردہ ہو گئیں
 وہ نگاہیں نازیں پتلی کا پھیل ارقاش
 بھر دیا آنکھوں میں تیری کس نے کندکِ طے کر
 رُخ وہ آئینہ کہ جس میں موجِ بحرِ شباب
 وہ سپیدی صبح کی، سُرخ تہِ دامن لے
 خالِ نازکِ رُخ پہ ہے اک نقطہ پر کارِ حُسن
 یہ تماشا ہے عجب بھی کیا تحریکِ خیر ہے
 تیرے لبِ اسے درخشاں خندہ زن ہونے لگے
 جن کی ہر جنبش میں پنہاں انقلابِ کائنات
 چند تلواریں تھیں یا باہم جو آکر لڑ گئیں
 ہر ستمِ فرسا اشارہ موت کا پیغام ہے
 ہر اشارہ جن کا پیغامِ جراحت ہو گیا
 قلبِ بے ل ہو گئے ہیں اس انوکھے وار سے
 چند شعلے مسکرا کر برقِ ایمن ہو گئے
 یہ تری نیچی نگاہیں نوکِ نشتر ہو گئیں
 وہ بلا کی شوخیاں اور وہ نگاہیں سحرِ پاش
 گر رہی ہیں بجلیاں ساحرِ فضا میں ٹوٹ کر
 آنکھ کی جنبش سے لرزیں ٹوٹ کر تاقِ شہاب
 وہ گلابی موجِ اک رنگینی ٹکٹیشن لے
 مجتمع ہیں زیرِ دامن جس کے کل انوارِ حُسن
 ہے یہ نقطہ مگر کتنا یہ جادو ریز ہے
 اس اثر سے کوہِ دھوا بھی چین ہونے لگے

جگمگاتے چند تاروں کی لڑی لب میں نہاں مسکراہٹ کہہ رہی ہے موتیوں کی داستاں
 قطرہ شبنم پر دو کرس نے لڑیاں گوندھ لیں غنچہ لب پر سحر کی اوس سے چھٹیٹیں پڑیں
 وہ زخمِ داں بقعہ نور و شہار برقی طور قمرِ وہ یعنی عکسِ مجلہ غور شہید نور
 سبز ساری پردہ دار پیکر رنگیں جال سرخ پیشانی کا ٹیکا ناز کی صد خیال
 آہ یہ حُسنِ منترہ اور یہ معبد کی فضا جھک گیا ہے چینِ پیشانی کے آگے تگدہ
 آہ اندازِ نیازِ عشق اے صد جان ناز یہ ترا طر ز پرستش اُت یہ آنکھوں میں گداز

آج پر پہنچے نہ دیو سی کا مقدر آج کیوں
 حُسن جب قدموں میں اُسکے یوں پڑا ننگوں

معصوم سادو

اک جو صبرِ معصوم صورت اک حُسنِ سادہ روحِ ملاحظت
 اک شوخ جلوہ کیفیتِ لطافت اک نورِ رعنا جانِ نزاکت
 تبریکِ جنتِ سادہ نگار بوسے نزاکتِ تازک سارا

آنکھوں کی گردش، مخفی قیامت
تیل کی تابش، تاروں کی طلعت
پلکوں کی لرزش، حسن نزاکت
قدموں کی لغزش، کیف محبت
لب کا تبسم، گلریز و گل چیں
گل ریز و گل چیں رنگیں و زریں
ہاتھوں میں پہنے پھولوں کے لنگن
عارض کے جلوے، تکمیل امین
تیلی کے شعلے، صد برق روشن
معصوم عشوے، جذبوں کے رہزن
محمور چشموں، مجبورِ راحت
بل دار گردن پھولوں کی جنت

مجبورِ راحت، پلکوں کے نشتر
وقفِ قیامت، بدستِ ٹھوکر
ہونٹوں میں جنت، پہلو میں گلاگر
اُٹ یہ قیامت، دامنِ جو پر
یہ جرمِ صبرا کفرِ لبِ جو
دیکھا حیاتِ معصومِ جادو

پر کیفِ رنگت، ساری گلابی
صبحِ قیامت، رُخِ آفتابی
محمورِ الفت، آنکھیں شرابی
شانِ نزاکت، لبِ مہتابی
سادہ ادائیں، ممنونِ عفت
رنگیں، نگاہیں مریونِ عصمت
گیسوئے پیچاں، جنت کی خوشبو
برقِ پریشاں، نظروں کے جگنو
آیا کہاں سے یہ مست آہو
یہ حسنِ خنداں جو لبِ جو

برقِ ادائیں آنِ نسائی
کیفِ حیا میں شانِ نسائی

نغمہ یاس

(جھولے میں ایک غم نصیب عورت کے جذبات)

ہائے اپنا درد دل اسے سکھی میں کیا کہوں
 سوچتی ہوں چپ رہوں دل پہ بار غم سہوں
 آگئی بہار پھر چھا رہی ہیں بدلیاں
 بر سین بہرہ زار پر ننھی ننھی بوندیاں
 برگ دبار سبز ہیں شاخسار سبز ہیں
 عکس سبزہ زار سے جو بار سبز ہیں
 ہر طرف ہے اک سماں دلکش دلطف تر
 جھوم جاتی ہے صبا! کیفیات سبزہ پر
 چار طرف باغ میں جھولنے کی ہے بہار
 جھولنے کے وزن سے جھومتے ہیں شاخسار
 آہ یہ سہیلیاں کیفِ زندگی سے مست
 جھولنے میں شاخ کا یہ حسین فراز و پست
 چمپی ہتھیلیاں ہندیاں رچی ہوئی

چپ رہوں کہ میں کہوں
 غم سہوں میں چپ رہوں
 ہلکا ہلکا سادہواں
 مثل سطر لکھتاں
 مرغ زار سبز ہیں
 کوہار سبز ہیں
 مست کیف ہے نظر
 پتیوں میں ہیں گہسہ
 ڈالیاں ہیں بے قرار
 پتیاں ہیں کیف بار
 مست اور طرب پست
 ڈوریاں بہار دست
 حسن میں ڈہلی ہوئی

گوئے گوئے پاؤں میں سُرخیاں کھلی ہوئی
 موتیا کے مست ہارنا زش گلو ہوئے
 آہ یا سمن کے پھول آج سُرخ ہوئے
 آہ یہ سہیلیاں مستِ عیشِ زندگی
 عشرتِ شباب میں اک شبابِ تازگی
 نشہِ شراب میں اُن کے راگ ہیں ڈلے
 جیسے صحنِ باغ میں بلبلوں کے چہچہے
 ان کو کیا خبر کہ میں کس لئے اُداس ہوں
 کشتہ ستم ہوں ہیں اک شہیدِ یاس ہوں
 پھول کیا کھلیں گے آہ اس گونگِ یاس میں
 ڈوبتا ہے ماہِ غم اس شبِ ہراس میں
 آہ جس کے ذوق میں حُسن کا نکھار ہو
 جس کی ”جان آرندو“ چشمِ مُرمہ بار ہو
 جس کی دید کیلئے زلف کی بہار ہو
 ہندیلوں کی سُرخوں سے ہاتھ رنگ بار ہو
 وہ نظر ادھر نہیں وہ نگاہ ہے کھنچی
 اک وایلِ جان ہے اُت وہ نگاہ باقی

انکھڑیاں جھکی ہوئی
 زخمِ دل رہو ہوئے
 جان آرندو ہوئے
 نو بہارِ خدائی
 بے خودِ طرب کشی
 گل فروشِ تہقے
 ہر نظر میں ہوں بھرے
 پیکرِ ہراس ہوں
 یا الم ششاس ہوں
 زرد اور اُداس ہیں
 آتشِ ریاس میں
 چشمِ پُرِ تھار ہو
 حُسنِ نو بہار ہو
 موتیا کا مار ہو
 پاؤں لالہ کار ہو
 کس بلا کی پئے رنجی
 ہے سنسی تو پھر سنسی

جس پہ دل فدا کیا اُس نے اُفت یہ قدر کی
 رات دن پڑوؤں میں موتیوں کی اک لڑی
 وہ جہاں کہیں رہے دل وہیں بہل گیا
 مجھ غریب اکایوں ہی غم میں دل کچھل گیا
 کس سے جی لگاؤں میں اُن سے جی لگا چکی
 راستہ دن فراق میں سیلِ غم بہا چکی
 ایک پر قذا ہوئی اور کس پہ جان دوں
 جمع میری ایک سے ہائے جسکے گرد ہوں
 وہ عزیزِ زندگی دل کہیں لئے پھرے
 یہ دل حزیں مریاں یوں ہی حزیں رہے
 یہ شبابِ تیوں ہی غم نصیب ہو گیا
 کھل رہا تھا آہ جو کھلتے کھلتے رہ گیا
 اور تم سہیلیو! راکے گائے جاؤ گی؟
 میرا سونہ زندگی تم یوں ہی بڑھاؤ گی؟
 بس یہ اشکِ غم چکاں میرا ایک گیت ہو
 گاؤں گی یہ گیت میں دل کے دردِ کھٹ سے

یہ خوشی مجھے ہوئی
 دُرِ آپ اشک کی
 جی وہیں چل گیا
 دل کا خون ڈہل گیا
 جان تک گنو اچکی
 موت بھی نہ آچکی
 کس پہ دل فدا کروں؟
 گونئی یہ تہے گیکوں؟
 چاہے حسیں جان دے
 اور وہ دل نشیں رہے
 پھول ایک بے کھلا
 سوکھ کر ہے زرد سا
 غم بڑھائے جاؤ گی؟
 اشکِ خوں رلاؤ گی؟
 جھوٹے کے واسطے
 سیلِ غم میں ڈوب کے



خُورَانِزُو

(ایک تصویر کو دیکھ کر)

سوئے چمن وہ سیم بر اس طرح آئی یہ خبر یاشب میں جنت کیمین ہونے لگے غنچہ فلکین
جیسے صبا دقتِ سحر جھومے ہساٹا منبرہ پر

روشن ہے روئے ارغواں اک پیکرِ حُسنِ رواں لبِ نازنین باریک تر یاشذرہ قُصصِ قمر
آہ نکھولیں میخانے نہاں گیسو میں کالی بدلیاں سُرخ کا عالم دیکھ کر لگتی ہے پھولوں کی نظر

عارضِ ہر اک جنتِ نما شفاف ویسے آئینہ دانتوں میں پچھیں کی جھلک کچھ موتیوں کی سی چمک
بلور کا ترشا ہوا کوثر کی موجوں سے ڈھلا شبنم کے قطرہ کی دمک گندن کی ذرا سی جھمک

یا عکسِ گلہائے حسین پانی میں لہرایا کہیں نازک سا پنکھا مور کا اور نازنین دستِ حنا
یا آفتابِ آتشیں چمکا گھٹاؤں کے قریں سنبھلا نہ ہاتھوں سے ذرا سینے سے آخر جا رنگا

زلفوں میں پھولوں کی پھین خم دار کا گل میں سن موتی کی ایک زنجیر سی شفاف گردن میں ٹپی
پھولوں پہ لہرائی ہوئی

کانوں میں ہیر خوشاں کو کب نشانِ انجم نکلاں اس لگتے ہوئے چمن آئی وہ حورِ سیم تن
مرغِ نظر کا آشتیاں جیسے فضا میں بجلیاں غنچے ہوئے خندہ زن ہسنے لگا سارا چمن

ساری گلابی نازیں لبِ اس نازکِ حمیں برقِ جمالِ خندہ رو تھی جس کی دل کو جستجو
رنگِ عذارِ آتشیں مثلِ شفقِ نرغ و حسیں آئی وہ حورِ آرزو سوئے گلستاں مثلِ بُو

محرومِ تمنا

یاد آیا ہے کہ دل تھا مرکزِ صد آرزو یاد آیا ہے کہ رہتی تھی کسی کی جستجو
یاد آیا ہے کہ جب تھا روح پر چھپایا ہوا جوششِ صد آرزو سے اک خارِ جانفزا
صبح کو اٹھتا تھا جب سرِ بسترِ غم دیدہ سے آگِ سینہ میں دہکتی نالہٗ تفتیہ رہ سے
دل میں شعلے سے بھر کتے تھے ہزاروں بار بار خونِ رزوقی تھی تمنا آرزو تھی سو گوار
بے کسی کا اک سماں تھا ہر طرف چھایا ہوا دل کی دُنسیا پر اندھیرا چھا گیا تھا یاس کا
آگ سی دل میں سلگتی تھی شرابِ آہ سے اک قیامت سی سپا تھی نالہٗ جاں کا فہ سے
دُہونڈ ہوتی تھیں ایک صورت کو نگاہیں ہر طرف جستجو میں جا رہی تھیں دل کی آہیں ہر طرف
اثرِ دہامِ آرزو میں آنکھ یا قیامتِ درِ اور ہی عالم دکھاتا جذبِ دل پیکِ نظر

اور آتا تھا نظر وہ سپر صد حسن و ناز
 بھیک پر پڑ جاتی تھی ماں بزم حسنان جہاں
 قرمزی سے گوں نگاہی سحر زاجاد و فروش
 پردہ ظلمت میں بجلی سی نگاہ برق زار
 اور ابرو حسن کے سیف و دم کھینچے ہوئے
 زندگی کا ترجمہ تفسیر آیات شباب
 حسن کے جلووں سے جلوہ نور میں ڈبا ہوا
 ہوش اپنے شوق میں رہ رہ کے کھوئی تھی بہت
 اور ہو جاتا تھا غائب آنکھ سے عکسِ حال

آہ پھر بابِ تخیلِ دفعۃً ہوتا تھا باز
 جلوہ گر آتا نظر باکر و فرباع و شواں
 زلف کی کالی گٹھائیں خم بہ خم ظلمتِ روش
 میکدہ پر آنکھ کے پلکوں کی اک کالی گٹھا
 بادہ کوثر میں گویا غسل لب بھیگے ہوئے
 اک مجسم حسن سراپا محبت کی شراب
 دلوازا آنکھیں مری جانب بصد ناز و ادا
 آرزو یہ دیکھ کر بے چین ہوتی تھی بہت
 دفعۃً صدمہ ہوتا تھا ہر تار خیال

دل مرا وہ بسمل بد بخت وہ بیتاب دید
 آہ وہ مجروح ناکامی محبت کا شہید

اب دھڑک سکتا نہیں اک شوق تین قلبِ جنس
 آرزو ہی جب نہیں کوئی تو پھر کیا فکر پاس
 خشک ہے وہ آنکھ جو روتی تھی راتوں کو لہو
 وقف حسرت ہیں مرے لیل و نہار زندگی

اب یہ عالم ہے اجازت آرزو کی بھی نہیں
 آہ نہیں سکتی تنہا کوئی دل کے آس پاس
 دل ہے محروم تنہا نامراد آرزو
 میں ہوں ناکام تنہا سو گوار زندگی

میرا دل ہے بے نیاز عشرتِ صد آرزو

میرا دل ہے مدفنِ کیفیتِ صد آرزو

مچکے چمکے ادس کے قطرے اگر روئیں تو کیا
چاندنی راتوں میں دُنیا غرقِ بحرِ نور ہے
آرزوؤں سے مراد اب ہے محرومِ دوام
آپ کو ہر سے مرے چہرے کو دہو سکتی نہیں
چاندنی ہے دشتِ ہر لیکن وہ اب نالے نہیں
اُف رے ستارے کا عالم آہ یہ غمگین فضا
اب فضائے دشت میں اُڑتا نہیں کوئی شرار
دم بخو دبٹھا نہیں ہے کوئی ماتم دار یا س
بیکسی ہے نوحہ خواں وہ درد کی صورت نہیں

پُر فضا پتوں میں کلیاں چین سے سوئیں تو کیا
جھکو کیا گر اشک افشاں اب شبِ دیوگر ہے
میرے دل کی حسرتیں ہیں وقتِ خاموشی تمام
ادس کے ہمراہ آنکھیں میری رو سکتی نہیں
آہ کی آوازِ محزون اب نہیں آتی کہیں
ہر طرف ہے اک سکوں آتی نہیں کوئی صدا
ٹیس سے زخموں کی اب کوئی نہیں بے قرار
چاندنی میں دشت کے کونے ہیں زیرِ اُداں
رو رہی ہیں حسرتیں وہ مرکزِ حسرت نہیں

حسرت دارِ مان کا یہ عالم جمائی دیکھنا
آرزوؤں کی مری آشفستہ حالی دیکھنا

تیری محبت

تجھ کو اپنے خم بہ خم زلفِ پریشاں کی قسم
تجھ کو اپنے جلوہ شیریںِ درخیں کی قسم
تجھ کو اپنے نعمتِ جاہِ زخندان کی قسم
تجھ کو اپنی مست آنکھوں کے ترنم کی قسم

تجھ کو اپنے نافہ لگیسویں پچاں کی قسم
تجھ کو اپنے سرمہ چشمِ عزالیں کی قسم
تجھ کو اپنے عارضِ گلِ ریزہ و خندان کی قسم
تجھ کو اپنے سرخ ہونٹوں کے بسم کی قسم

تجھ کو میرے جذبہ و جوشِ تمنا کی قسم
 تجھ کو اپنی بے خودانہ بے نیازی کی قسم
 تجھ کو اپنے مضطرب و شوریدہ غم کی قسم
 تجھ کو تیری ہی قسم ہے میرا حالِ زار سُن
 تیری اُلفت مرہم زخمِ دل مجھ پر تھی
 تیری اُلفت خانہ تار یک کی تھی روشنی
 تیری اُلفت کا منی تھا ہر اک سازِ نفس
 تیری اُلفت تھی مرے دل کیلئے لُچے شرب
 تیری اُلفت دل میں تنہا رازِ دارِ درد تھی
 اُس نے دیکھی ہیں لہو آئینہ راتیں، ہجر کی
 چھیڑتا تھا جب کبھی فرقت میں دل سا بچوں
 اونگھنے لگتے تھے ارے جب خوابِ خواہ سے
 سینکڑوں کلیاں چلکتیں تھیں نموکے جوش میں
 سبزہ مست انگڑائیاں لیتا تھا جب بسائیں
 چاندنی راتوں کی کیف آگیں تجلیات میں
 برفِ باری شبِ سرما کے ٹھنڈے نور میں
 الغرض تیری محبت تھی مرا سہِ حیات

تجھ کو اپنے عشوہ و اندازِ رعن کی قسم
 تجھ کو اپنی جادو داں جادو طرازی کی قسم
 تجھ کو اپنے وحشی گیسوئے برہم کی قسم
 داستانِ دردِ تارِ تیغِ دل بیمار سُن
 تیری اُلفت روح و جانِ مضطربِ بخور تھی
 تیری اُلفت میرے دل کو برقِ کوہِ طور تھی
 نام لیتی تھی ترا تحریکِ آوازِ نفس
 ہر نفسِ جسکی خوشبو سے تھا دہوشِ خراب
 تیری اُلفت ایک واحد غمگسارِ دردِ تھی
 اُس نے دیکھی ہے مرے احساس کی شنگھائی
 سوزِ حسرت میں وہ ہو جاتی تھی ہم رازِ جنوں
 تیری اُلفت جاگ اُٹھتی تھی کنارِ خواب سے
 تیری اُلفت مُسکراتی تھی مری آغوش میں
 تیری اُلفت مُسکراتی تھی مرے جذبات میں
 تیری اُلفت نورِ تھی غم خانہ جذبات میں
 تیری اُلفت آتشِ روشن تھی دل کے طور میں
 کائناتِ اُلفت تھی مجھ کو تیری اُلفت کائنات

آہ اب کیونکر سناؤں یاس کا یہ ماجرا کس طرح اُلفت کو تیری مجھ سے پھر ٹوٹا گیا
اب تو میری ہر نظر حسرت کا اک پیغام ہے دل کا داغ یاس اب رشک چراغِ شام ہے

رضت اے صبحِ جال آرزوئے تشنہ کام

السلام اے مرکزِ حُسنِ تبت السلام

رامائن کا ایک ورق

مکالمہ رام و سیتا

”راچندر جی“

کنول کے پھول سو بھی ہو کہیں تم نازنین سیتا
تمہارے پاؤں کی یہ نرم و نازک انگلیاں سیتا
تمہارے سیج پر کلیاں چنبلی کی ہیں چادر میں
یہ فرشِ غمیں جس پر یہاں تم پاؤں رکھتی ہو
وہاں کانٹے بچھے ہونگے تمہاری راہِ انگلیں میں
یہاں یہ تصریحِ آفریں تم حور ہو جس کی
پڑیں گی بارشیں جس وقت اب اس کا بیاں کیا ہو
کڑی جب آگ جھپسی دھوپ ہو گی سخت گرمی کی
تمہیں لجاؤں جنگل میں ! تم اس قابل نہیں سیتا
کہاں یہ پھول اور صحرائی ڈریگِ طباہ سیتا
وہاں کانٹے چھیں گے دم بدم جسمِ متور میں
ادھر کھیتی ہیں آنکھیں جس طرف سے تم گزر جاؤ
چھیں گے خارِ صحرا ہائے کیسے پائے رنگیں میں
وہاں چھپر کا سایہ بھی نہ ہو گا میری شہزادی
بھلا کس طرح تم برداشت کر لو گی بتاؤ تو
کہاں پیڑوں کے سایہ میں بھلا تم چھپ کے بیٹھو گی

گو اراکس طرح کربوں کہ تم سردی میں سگریڈ کی
ہم تن رات دن مصروف ہیں سامان راحت میں
وہاں کے اینٹ پتھر آہ تم کیوں گراٹھاؤ گی
بھلا جنگل میں ہو گی قدر کسب از تیں جواہر کی
رہے گی پھول سے تن پر گراں کھدک کی اکساری
بھلا ہنس بول کر کس سے ذرا دل کو لگاؤ گی
کہاں جنگل کی سختی اور کہاں یہ نازیں ستیا
کہاں مسکن مصائب کا کہاں یہ نازیں یون!

وہ ٹھنڈی برف جیسی رات ہو گی جبکہ جاڑوں کی
ہزاروں یہ کینزیں دست بستہ ہیں جو خدمت میں
نہ جانے کیسی شکل ہو کہاں جنگل میں جاؤ گی
یہ ہیرے آج جو زینت ہیں اس جسم منور کی
لباس بیش قیمت جسم رنگیں سے اتار دو گی
سہیلی تم وہاں ویرانہ میں کس کو بناؤ گی
نہ جاؤ ساتھ تم میرے یہ ضد اچھی نہیں ستیا
کہاں مخلوق کی شہزادی کہاں صحرا کی شہزادی

”ستیا جی“

یہاں زندہ رہوں گی کس طرح کچھ یہ تو بھلاؤ
کٹے گی زندگی کس طرح اس بد بخت ستیا سے
مجھے پھولوں سے بڑھکر میں ابو آشام وہ کانٹے
کروں گی رات دن جنگل میں میں سیوا سوامی کی
مجھے کس طرح چین آئے گا قصر لالہ افزا میں
مجھے ملجائے کو نہ قبر کا اس سے یہ ہے بہتر
خدایا ایسے جینے سے تو میں بن موت مر جائوں

سراٹکھوں پر تمہارا حکم ہے میرے پتی مجھ کو
نہ درشن ہوں گے جب ہر صبح اس بٹے منور کے
اگر تم ہو وہاں تو پھر مجھے جنگل میں منگل ہے
یہی ہو جائے گی عزت میرے عہد جوانی کی
رہو تم جا کے جنگل کی جنوں پر دانہ دنیا میں
رہو پھولوں میں میں اور ہو تمہاری بیج کا ٹوٹنیر
کڑی دہو پلوں میں تم جلتے رہو جھونپٹیں جھونپٹیں

اُٹھا بُرف سی سردی میں سوؤ غل اپ راحت میں
 بھنور میں تم بھنسو جا کہ ہوں میں خشک ساحل میں
 مر صبح چھت سے بڑا کہ ہو گا چرخِ نملیں مجھ کو
 یہاں تو فرش گل پر شمع بن کر جان کھودا ہو گی
 ہر اک دشوار محنت پوری ہمت سے کر دو گی خود
 اسی کے دم سے ہے جنت بدار ماں زندگی مجھ کو
 سحر کی بلبلوں کی ہو کے ہم آہنگ گاؤں گی
 میں چشموں کے کنارے بٹھکر کھیلو گی جو بوسے
 نہ پاؤ گے کبھی صحرا سے اگر تم مجھے زندہ
 کہ نعل دگو ہر دوز سے مجھے اب ہو گی میری
 تمہارے دم سے ہیں ساری بہاریں میری نیا کی
 کر نیکی بلبلیں نلے لگیں گے دل میں چہرے سے
 مجھے ہجر الٰہی نصیبی کے لئے تہنہ نہ تم چھوڑو

پڑے بارش تمہارے سر پہ میں ہوں قصرِ عشرت میں
 رہے سیتا تو یوں آرام سے اور آرام مشکل میں
 وہ پتی ریگ ہو گی نرم فرشِ خلیں مجھ کو
 اگر کانٹوں پہ بستر ہو گا میں راحت سے سوؤ گی
 نہ ہو گی گر کینز میں تو کینز اپنی بنوں گی خود
 میرا نہ یو میرا ستر تاج ہے میرے پتی مجھ کو
 سہیلی اپنی میں جھگ کی چڑیوں کو بناؤں گی
 سُنوں گی سازِ صحرائیں میں کوئل کے حسیں نغمے
 یہاں گریں رہی تو چند دن کا اور ہے جینا
 پتی! دُنیا ہو تم میری شہنشاہی ہو تم میری
 نہ ہو تم ہی تو پھر ان موتوں میں کیا دمک ہو گی
 کہلیں گے پھول تو کانٹے مرے سینہ میں کھلیں گے
 خدا کے واسطے ایسا ستم مجھ پر نہ تم توڑ دو

محبت کی فتح

چلو ہمراہ میرے سوئے صحرا میری شہزادی
 مصیبت کوئی تم کو کچھ مصیبت ہی نہیں لگتی

محبت میں تو تم نے مجھ سے سیتا جیت لی بازی
 محبت نے تمہارے دل کو ایسی تقویت بخشی

محبت نے کیا صیقل تمہاری تابِ عصمت کو
 گذر جائیں گی صدیاں نام ہو گا پر تر ازندہ
 تیرا نقش و فاختہ و فاختہ ہو گیا کس درہ
 ہنسیں گے پھول تیرا نام سُکر صبح دم سیتا
 کہ اک کیفِ محبت روح پر میری ہوا طاری
 دفا کا نقش ایسا مرستم ہے شیشہ دل پر
 کہ سینہ میں میرے اٹھتا ہے اک شعلہ سارہ رکہ

چلو جنگل کو جنت اپنی اُلفت سے بنائیے
 دفا کا گیت دونوں مل کے صبح و شام گائیے

چوڑیوں والی

زیرِ نیت ”لجے رُکل کا تو دن ہو گا یقیناً عید کا
 اے بوانگرس گئی تھیں سکے گھر تم نہیں؟
 چوڑیوں والی کا پرانتک نہیں کوئی پتا
 گھر پہنچے موجود یا باہر گئی تھی وہ کہیں“

نرگس ”اے لوجھوٹی بی! ابھی تو میں ہائی ہوں
 کہہ دیا ہوا کرتے ہی پہلے یہاں بھیجے اے
 اسکی لڑکی پر تقاضا خوب کر آئی ہوں
 وہ بڑی کوٹھی پہ پہنانے لگی دیر سے
 اے بوانگس! لگائی دیر اس درجہ کہاں؟
 کیا زیادہ اور بے دیتے ہیں جانے تمہیں“
 ”اے لوجھوٹی بی! ابھی تو میں ہائی ہوں
 کہہ دیا ہوا کرتے ہی پہلے یہاں بھیجے اے
 ”لو عمر“ ہوگی بڑی ڈس لگی خود ہی یہاں
 پہلے پہلے اور گھر تم کو نشتا قرض ہیں

لے تمام محاورے خالص سنوائی زبان میں ہیں۔ اس کو ملحوظ رکھا جائے۔

سلسلہ ”میں تو پہلے صبح آنے کو یہاں تیار تھی
 لے گئی بس وہ زبردستی سے جھکوا کھینچ کر
 ڈوگری میرا اٹھاتے ہی سلیمن آگئی
 ڈپٹائن جا رہی تھی اپنی ہم چولی کے گھر“

ڈوگری رکھ دی نوٹری اک کھڑو لا کھینچ کر
 ”نرگس دبتو“ بھی دونوں ڈوڑی رڑی کینر
 بیدیاں سب گردا کر ہو گئیں ادھر ادھر
 چھو کر رہتی تھیں جھک کر پوٹریاں کچھ کھینچ لیں

بتو ”خوب آہا ہا وضع ہے کیسی اچھی دیکھنا
 ہلکا ہلکا رنگ آبی ہے سہری کام کا“

نریتہ ”اے ہے امی بانک یہ کیسی اچھی دیکھے
 ہم کو امی جان بس یہ ہی بہنوادی ہے“

امی ”بچے میں ہو بانک اسکے فاسالی گرد ہو
 مجھ سے کیا کہتی ہو جو تم کو پسند آکر وہ تو

شوق میں اٹھ کر زریزہ پھر سہری پر گئی
 چوڑیوں کا جلد اک بوڑا سنوارا کھول کر
 کہہ کے ”بسم اللہ“ سلسلہ نے کھینچ لٹی
 اپنے پہلو سے اسے صیقل کیا پھر جلد تر
 چوڑیاں پہنیں تو سلسلہ نے کیا جھک کر سلام
 بھاڑوں کو بھی ادب سے ”بندگی“ پھر عرض کی
 چوڑیاں بتونے دیکھیں ادویوں کہنے لگی
 کہہ کے ”بسم اللہ“ سلسلہ نے کھینچ لٹی
 اپنے پہلو سے اسے صیقل کیا پھر جلد تر
 پھر خوشی میں مسکرا کر کہاں کی جانب تھا کام
 ادب خوشی سے چوڑیاں بتو کو دکھلانے لگی
 ”چھوٹی بی بہنوئی کا ہی چوڑیاں میں بھی اچھی“

امی جان "اے بوا سلمہ یہ تہہ تنہا بھلا کیا بات ہے
 سلمہ "لو بتاؤ بھی دُلہن پہنیں گی رنگت کو ہنسی
 دُلہن "اماں جان بس آغچہ ہی آن کر بلائیے
 امی جان "دیکھتی کیا ہو پہنا دو یہ سُہرا کا مدار
 سامنے کپ سے تمہارے یہ دُلہن کا ہاتھ ہے
 چوڑیاں جسے برابر آن کو دکھلاتی رہی
 آپ اپنے حسب مرضی ہی پہنا دیجئے
 چوڑیوں میں مجھ کو تو لیں سکی بھائی پر ہا

کھول کر آہستگی سے پہنچیاں کر دیں جدا
 صندلی نازک کلائی وہ سُہری چوڑیاں
 اور سُہرے رنگ کا جوڑا مرعع کر دیا
 پہنچیاں اور ہلکے ہلکے وہ کرے جادو چکا

زیرینہ چھوٹی بھابی آپ پہنیں گی بھلا اب کو ہنسی
 بھابی "میں بھی جوڑا یہ سُہرا ہی پہن لوں اماں جان
 سلمہ "واہ و کیا خوب ہے ہانکی تو رنگت سُرخ ہے
 کیوں نہ لہن ہانکی گلابی چوڑیاں پہنوں گی تم
 صاف اور شفاف مرمری کلائی وہ گداز
 چوڑیوں پر بند کیاں گھرے سُہری رنگ کی
 ساس کو اور چوڑیوں کی کو جھک کر سلام
 جھک کے پھر بٹوئے ہاتھ اپنے بڑی سائے
 امی جان "اے بوا سلمہ حساب اپنا ذرا اب تم کر دو
 ہم نے اور بھابی نے سب سے اچھی چھانچا لی
 "ہاں دُلہن یہ ہی پہن لو تم ادھر آکر یہاں
 ہانکی ہانکی یہ گلابی چوڑیاں پہنائیے
 "ہاں بوا سلمہ! سرائیچھوں پر تمہارا حکم
 ہانکی ہانکی وہ گلابی چوڑیاں جادو طراز
 جس طرح شبنم کے قطروں میں کرن کی روشنی
 ناترے اترتی مسہری سے عروس لالہ نام
 اور کا ہی چوڑیاں پہنیں سرور شوق سے
 مجھ کو وہ صندلی وچھی بٹو ذرا تم لاسکے تو؟

فالسائی رنگ کی ڈولائیے دودو ضرور
اب بڑا پا گیا باقی وہ دلچسپی کہاں
دم قدم کو آپ کے گھر کو لگے میں لے بھاگ
مت زیادہ کیجئے بس دوی دودو لائیے
اُس میں بھی پہنے رہیں گی یہ پُرانی چوڑیاں
بس ہماری ہی خوشی کو آپ ایسا کچھ
ہو خوشی ان کی مکدر دل ہو جائیں کہیں
جوش میں ہونے ہنس سکے جاسں تالیاں
پانچ سکے اٹھ سکے اسی جان نسل کو دیئے
سوچتی سی رہ گئی مٹھی پہ رکھ کر وہ دہن
مل گیا پنجہ تمہیں کیا چاہئے اب تم کو اور؟
خیر اب جاتی ہوں میں پھر اور آئندہ سہی

زیرینہ لے کر اسی جان پہنیں آپ خود بھی تو ضرور
امی جان لے زیرینہ! میری تو اچھی بھلی ہیں چوڑیاں
سلمہ ”واہ بگیم آپ کا دائم رہے قائم سہاگ
ان پُرانی چوڑیوں کو خیر سو بدلائیے“
لے لو برسوں میں تو اک تہوار ہوتا ہے یہاں
”ہاں ہاں آں جان اب جلد ہی پہن بھی لیجئے“
امی جان لو بوا سلمہ پہنا دو لڑکیاں سر ہو گئیں
پہنیں امی جان نے دودو فالسائی چوڑیاں
لاکے صندوقچی تپائی پر ٹپک ڈی زور سو
پانچ دیکھتے تو ہوسے سلمہ کے تیور پر شکن
اماں جان ”خدا بھی بس اب بوا سلمہ کرو تم یوں غور
سلمہ لو بوا تہوار کا دن میں نہ لیتی یہ کبھی،

شہیدِ محبت

لطیفہ حسن کے افلاک کا روشن تار ہے
سکوتِ خنجرِ ابرو و نمکدانِ حیرت ہے

عرب کی نازینہ حور طلعت ماہِ پارہ ہے
نگاہِ ناز کی جنبش پیامِ صد قیامت ہے

گھٹائی پلوں نے چشم مست کی مستی بڑھائی ہے
 چمکتی پتیلیوں میں بجلیوں کی تاب افزائی
 جبین نور افزا سے قمر چمکے فضاؤں میں
 دُردنوں کی تابش سے ہوئی تخلیق تار و کی
 جزائت ہیروں کی ہونٹوں کے بتسم پر چھلکتی ہے
 حسیں آنکھوں کی نہ میں بجلیوں کا سا تماشا ہے
 ہوئے رفتار پر صدقے ہزاروں فتنے محشر
 نمود حسن کی زینت ہے ملبوس معطر سے
 لطیفہ جان و اصف ہے تو اصف جان لطیف کی
 محبت ان کی آنکھوں میں مسلسل ٹسکراتی ہے
 محبت شمع ہے پروانہ اُلفت ہیں یہ دونوں
 محبت نے دلوں کو کر دیا ہے بے خبر اتنا
 پس اک پیمان اُلفت ہے شباب زندگی ان کا
 لطیفہ کے مقدر نے اچانک ایک گردش کی
 فلک نے دست ظلم جو اس گلشن پہ یوں پھیرا
 انیس زینت نے ہمد و فاسے اپنا مہ موڑا
 بجھی شمع فرازاں اور پروانہ رہا سوزاں

گھٹاسی اک بساطِ حقے کو تیر پر یہ چھائی ہے
 طلسم بے خودی ہو ڈر لبا آنکھوں کی گہرائی
 نسیم زلف نے پھیلائی عطریت ہواؤں میں
 رُرخ روشن سے سُرخ پھوٹ نکلی ہر بہار و کی
 نظر کی جوت سے رخسارِ عالم پر تجلی ہے
 قیامت و قیامت اس کا یہ رنگین سراپا ہے
 نسیم صبح نے سیکھے چلن شوخی کے آسکر
 ہے زیبائش تار و کی شعاعِ لعل گوہر سے
 خدانے اپنے ہاتھوں سے بنائی عشق کی چوڑی
 دُعا ان کے دلوں کی شوخیوں میں جگمگاتی ہے
 غرض باہم عجب دیوانہ اُلفت ہیں یہ دونوں
 نہیں کچھ ہوش ان کو اپنی جان دین و ایماں کا
 فطر سے ان کے جاری ہے وفا کا ایک سرشتیہ
 فطر میں اس کی دُنیا ہو گئی تاریک تر ساری
 فنا کی گود میں و اصف ہوا اگر در پوشیدہ
 لطیفہ رہ گئی دُنیا میں بالکل یکہ و تنہا
 فسر وہ گل ہو ابلیل چن میں رہ گئی نالاب

تڑپتی لڑتی تھی اور لطیفہ بلبل لاتی تھی
 نظر میں ہر گھڑی محبوب کا جلوہ سما یا تھا
 نظر جس سمت کرتی روئے و اصف پڑھتی تھی
 تصور میں وہی تصویر تھی دل میں وہی جلوہ
 ہو ادل کو میسر اس بلا کا قریب رہ د جانی
 وہ ہی محبت رنگیں تھے وہ ہی ایام شیریں تھے
 گزرتا دن اسی ہنگامہ ذوق تصور میں
 بناتی اپنے گیسو وہ سجاتی زلف کے لچھے
 حسین و بیش قیمت زیورات شوخ بجاتے
 سنور کر دے کے اک تازہ جلا حسن درخشاں کو
 سر تربت وہ گھنٹوں لے خود دیوانہ رہتی تھی
 فضا سے وقت پر طاری ہوا حسرت کا سناٹا
 فضا میں ہر طرف طاری اندھیرا ہی اندھیرا ہے
 صد ایک کچھ گیدڑوں کی دل کی ہلکن کوڑھاتی ہے
 خموشی رات کی ہو، کاساں جنگل کی ویرانی،
 پڑے ہیں ڈھیر مٹی کے خوش جام و ویراں،
 کلیجہ منہ کو آتا ہے جگر سے چیخ اٹھتی ہے،

یہ قسمت کی شرارت کچھ سمجھ ہی میں آتی تھی
 نگاہوں میں تجلی خیر تھا رخ اپنے و اصف کا
 وہی تنویر و اصف کی زمانہ میں نظر آئی
 نگاہوں میں ہی پیکر رہا آنکھوں کا سرمایہ
 لطیفہ نے نہ کی محسوس ایک لمحہ کو تنہائی
 تصور دور ماضی کے دلِ غمگین کی تسکین تھے
 جو ہوتی شام تو اٹھتی لطیفہ یا دشوہر میں
 منور جسم پر کھلتے معطر بہت سیریں کپڑے
 نظر میں ماند پڑ جاتے مہ و خورشید کے جلوے
 روانہ ہوتی وہ دیوانہ و ش گور غریباں کو
 خرد اور ہوش کے احساس بیگانہ بہتی تھی
 سیاہی رات کی بھیلی اندھیرا دہر پر چھایا
 خموشی رات کی تاریکیوں پر اک اضافہ ہے
 کبھی کتوں کی چیخوں کو فضا لغزش میں آتی ہے
 یہ قبرستان کا عالم اور یہ دل کی پریشانی
 یہ قبرستان ہے یارب کہ ہر حسرت کا اک ٹوٹاں
 ہر اک سانس آکے سینے میں غبارِ غم کو گھٹتی ہے

یہ کتنا دل شکن جاں سوز حسرتِ زانظار ہو
 اسی عالم میں شاعرِ احمقِ موقوف پہ آتا ہے
 فضا میں چُب ہیں دبھایا ہوا دو دریاؤں کی
 ٹھہرتا ہے کبھی خاموش قبروں کی خموشی سے
 کبھی نظریں فلک پر ہیں کبھی نیچے نگاہیں ہیں
 اچانک وہ ٹھہر جاتا ہے اور تنکنا ہو حیرت سے
 خموش اک قبر ہے مٹی کا تو داؤد ہیر خاکی سا
 ہر تربت ہے اک رنگیں حسینہ ماہ پار ہے
 وہ حُسنِ دلربا جسکی جھلک سوچن کو تھماتے
 تجلی دہ کہ جس کی روشنی زندگی جھلکے
 عجب حسرت سے تربت پر رکھ لیتی ہے وہ رکھ
 نظر اک دم اٹھی تیریں حسینہ کی بواہٹ سے
 کیا گھبرا کے سر اُنچل میں چادر کھینچ لی رخ پر
 تعجب سے پریشاں ہو گیا یہ نوجوان شاعر
 کہ پرسش حالتِ غنا کی کیسے کہیں تھوڑے
 لطیف نے جھکا کر سر کہا اندازِ حسرت میں
 نہ پوچھو کون ہوں؟ میں ہوں! منتِ قبر والے کی

کہ نقشِ آرزو ہر خاک کے تو دے پہ کندہ ہو
 قدم رکھتے ہی تاریکی میں شاعرِ لڑکھڑاتا ہے
 بنگاہیں "احمق" کی منظرِ حسرت میں ہیں ڈبی
 کبھی مڑتا ہو وہ منظر کی اس عبرتِ یونانی کو
 لبِ شاعر میں پنہاں چند درد انگیز آہیں ہیں
 کہ گورتاں میں سوزِ عاشقی کا اک تماشا ہے
 پڑے ہیں پھول تازہ تہِ مثالِ شکستِ غم افزا
 تجلیِ نظر سے جس کی روشن ہر تار ہے
 رُخ روشن سے جس کے ماہِ انور ماند ہو جائے
 کچھ ایسی صوفیہ جس سے آنکھ میں تصویر سی آئے
 گرے ہیں اشکِ تربت پر ہزاروں گہرے ہیکر
 اچانک دو جوان آتے ہوئے نزدیک سے دیکھ
 نکالا جلد گھونگھٹ ہو گئی پوشیدہ در چادر
 بصدِ حیرت حسینہ سے کیا رک کر سوال آخر
 نہیں جرات کہ چہرہ اس طرح تو نے چھپایا ہے
 نہ کیسے پرسش حالِ تماں ایسی غربت میں
 کہ دستِ خاک میں ہو رہن میرا بیکرِ خاکی

پڑا ہے گو ہمارے درمیاں مٹی کا اک پر دا
 زماں نہ نیست میں جس قدر تھی اس شرماتی
 خجل ہو کر نہ امت سے روانہ ہو گئے شاعر
 لطیفہ نے جو پائی پھر وہی تسکین تنہائی
 ”کہاں توٹوں میں طاق جو بیاں ہوا ستاں میری
 کہاں یہ تاب مانی کھینچ لے تصویرِ غم میری
 مرے محبوب میرے دلواز و دلربا شو ہر
 تمہاری زندگی میں جسم و جاں کون تھی مجھ کو الفت
 ستورہ کو نور و ساناہ اسے روز آتی ہوں
 وہ بلوے مسطر جن سے تم کو حاصلِ عبت تھی
 وہ زیور جن کو چشمِ شوق سے تم نے نوازا تھا
 نظر آتی ہے مجھ کو وہ نگاہِ شوق یاں بینا
 مجھے اس خاک سے بونے فوارہ رہ کے آتی ہر
 یہاں کے ذرہ ذرہ میں ہر اک تسکینِ روحانی
 ہوا جب سرسراتی ہر صد انگوٹوں کی آتی ہے
 اسی تربت کو سمجھا ہے سہاگ اپنا لطیفہ نے
 میری آنکھوں سے جب اس خاک کے ذرات ملتے ہیں

مگر مجھ کو نظر آتی ہر مگر اس چشمِ الفت ز ا
 ہے اسکی خاک سے بھی آج تک مجھ کو حیا آتی
 ہوئے نظروں کے پوشیدہ درختوں میں چھپے آخر
 غموش انداز حسرت میں یہ غم کی لگنی کالی
 کلیجہ تھام لے بلبل اگر سن لے فغاں میری
 کہاں وہ آنکھ پر دیکھے جو چشمِ پرالم میری
 ہر پائے محبت جانِ الفت عشق کے پیکر
 تمہارے بعد ہے جانِ تمنا خاک کی تربت
 میں اس خاکی لحد کو جس کے جلو دکھاتی ہوں
 نگاہوں میں تمہاری جن سے یک گونہ مست تھی
 وہی ہے عطرِ حسرت نے حسبِ دل بتایا تھا
 لبوں پر ہے تبسم کی جھلک سے روشنی پیدا
 مشامِ زیست کو جس سے مرے کچھ کچھ تسلی ہو
 یہاں کے گوشہ گوشہ میں ہر اک تسکینِ روحانی
 وفا کے گیت سازِ غم پر میری شمع گاتی ہے
 اسی آئینہ میں پھر تم کو ہے دیکھا لطیفہ نے
 جن زارِ تمنا میں ہزاروں پھول کھلتے ہیں

منائی شاہ کو اک نظم اس حالِ لطیفہ میں
دلِ عالی ہوا غرقابِ بحرِ یاسِ محسرت میں
خوشا بنجئے اگر حاصل مجھے وہ جو راؤز ہو
تحائف اور زرد نقد جو اہر بے شمار انکو
لطیفہ کو بصدِ تعظیم و عزت یاد فرمایا
عروسِ ناز با صد کہ و فر فرار روانہ کی
نظر آنے لگی دُنیا سے صحرا میں بھی آبادی
غلامانِ سہی جوشِ طرب سے مسکراتے تھے
محاذِ کے جلو میں تھے ہزاروں فوج کے دستے
شعاعِ فتح و نصرت سے چمکتی تھی جبینِ غم
محاذ میں پڑا ہے بُت کوئی شاید یہ پتھر کا
بیوں پر مُردنی ہے آنکھ میں غم کی سیاہی ہو
اندھیرا اُس پہ کچھ کچھ انعکاسِ زلفِ چھایا
نقشائے تارِ گیسو میں دُشمن چمکتے ہیں
دلِ خاموش میں اک محشرِ جذبات ہے برپا
چلک کر زخمِ دل آنسو چمکتے ہیں خراگ میں
وہ زریں پردہ رنگین محاذ سے ہٹاتی ہے

ہوا پھر ”اصحیٰ“ حاضر و دربارِ خلیفہ میں
شرِ عالی نے شکرِ سرچھکا یا سختِ حیرت میں
زہے تقدیر ایسی باوفا یو کی میسر ہو
کئے انسر روانہ دے کے درہم دس ہزار انکو
لطیفہ کے چپکا چکر کا حق اُس نے بھیج دیا
چچانے جب مُنا یہ اتنا سِ عزت شاہی
بڑھی اُس کی سواری باہر راں بھٹ و شادی
تھل سے خوشی کے شادیانے سجے جاتے تھے
نہایت شان سے لیکر دہنِ خادم روانہ تھے
مسرت سے قدم اُن کے نہ رکتے تھے کہیں اکدم
ذرا دیکھیں مگر کیا حال ہے نگلیں لطیفہ کا
رُخِ روشن پہ اک دُہندلی گھاٹِ حسرت کی چھائی ہو
ہے چہرہ زرد بالکل چاند جیسے صبح کا دُکھ کا
گھنی پلکوں کی موتی اشک کے جب ڈپٹکتے ہیں
بیوں میں آہ کی سوزش سے ہیں کچھ آبلے پیدا
چمکھن سے دل میں ہوتی ہے کسک سی دُپہناہن
اُٹھا کر یاس سے سر مرتعش بازو بڑھاتی ہے

وطن کی حد سے باہر لے بار تکی نکل آئے
 کوئی سینہ میں تیغ کند سے دل چیر جاتا ہے
 مثال برق بستر پر گری منظر سے گھبرا کر
 دلِ ناشاد کا اب گلشن برباد لٹتا ہے
 مرے مجروح دل سے آغوش تو لگیا بازی
 چٹکی وہ قبر جس زندگانی میری باقی تھی
 نہ وہ گور غریباں ہے نہ وہ غناک سناٹے
 نہیں باقی دلِ یابوس میں ارمان جینے کے
 مرے زخم نہاں میں آہ یہ کیسا لگا چرکا
 رُخِ و اصف نظر آتا ہے اس غناک منظر میں
 تنکا ہوں ہی تنکا ہوں میں شاہ سے پہچانتے ہیں
 بڑھانا پائے الفت اپنا سر قربان کرتی ہوں
 سنبھالا بازوئے و اصف "قربانِ محبت" کو
 پڑا تھا پیکرِ خاکی کوئی بُت جیسے حسنی کا

نظر آتا نہیں کوئی نشان اب شہر کا اپنے
 نکلتی چیخ ہے لبِ کلیہ منہ کو آتا ہے
 نظر میں ہو گئی اندھیر دنیا آگیا چسک
 کہا انبوسِ تم سے دیارِ دوست چھٹتا ہے
 مقتدرِ اداہ دیکھی خوب تیری ناوک اندازی
 چھٹا و اصف تو خاکِ قبر سے تھی اس جلیے کی
 نہ وہ گھر ہیں نہ ددر ہیں وہ کوچے نہ وہ رستے
 چھٹا یا مجھ کو و اصف آہ تیری خاکِ قد سے
 کسے جا کر دکھا دلِ داغِ دلِ دلِ حیر کر اپنا
 مگر ہائیں لطیفہ کیا ہے یہ میرے تصور میں
 محبت سے اٹھا کر ہاتھ وہ مجھ کو بلاتے ہیں
 ذرا و اصف ٹھہرنا! اندر اپنی جان کرتی ہوں
 تصور میں جھکا یا سر ملیں رو صحنِ باہم دو
 محاذ میں خوشی تھی الم کا ایرطاری تھا

جمالہ آہ قربان وفا علیک لطیفہ شد
 سہرِ لوحِ دلم این نقشِ الفت آہ کند شد

”حسینہ کے خیال میں“

رہ نور و عالم فردوس اے نازک خرام
 اے حسینہ پیکرِ معصومیت تصویرِ نور
 اے میری سہیلی، اے نگارِ دل نواز
 کس طرح دل کو قیس اے کہ وہ تنہا نواز
 کس طرح مانوں حسینہ ہم سے نصبت ہوگئی
 کس طرح سمجھوں دلِ یابوس اب مجھ سے
 دل مگر کہتا ہے کب تک یہ فریب آرزو
 ٹوٹتا ہے یہ طلسم خانہ اُمید و بیم
 اے گرفتارِ قیود بندشِ شام و سحر
 تودہ خاکِ میں پنہاں ہے حسینہ آہ آہ
 اب حسینہ عالمِ فانی سے کہنوں دور ہے
 بوئے گلِ رگل سے اڑی ایسا نہایت دیکھ
 یہ طلسم آمد و شد دیدہ و عبرت سے دیکھ
 کس قدر عبرت فرما ہے عالم بھرِ سراپ

آ رہا ہے آہ رہ رہ کہ لبوں پر تیرا نام ہے
 اے سراپائے لطافت سایہ تنویرِ حور
 اے شبابِ تازہ تر اے غنچہ نکہت طراز
 گلشنِ فردوس کے پھولوں میں کس الفت نواز
 پتوں میں مہر جھانگی یوں دفتہ نازک کلی
 وہ شگفتہ ناز نہیں مورتِ نظر کی دور ہے
 چھوٹتا ہے اب تو دامنِ شکیب آرزو
 خنجرِ فرقت سے قلبِ حسرت پنہاں و نیم
 تاجِ رنگِ طلسمِ صد فریبِ منبشر
 اُس متور و سبے زیبا کو ترستی ہے نگاہ
 شمعِ محفل سے گئی باقی خیالی نور ہے
 اس خیالی آئینہ میں محفلِ جنت کو دیکھ
 یہ بہارِ چند روزہ چشمِ حسرت سے دیکھ
 ہستی انسان کی مثلِ اکِ چابِ آج اب

موت نے لوٹا ہے راہِ زندگی کا قافلہ
 بند کر آئیں دلِ وحشی سے جبے پردہ اٹھا
 اس مجازی دلِ فریبی سے نگاہیں دور کر
 یعنی وہ فردوسِ زبیں عطیہ ربِّ عِلا
 ہے سزائے معصیت یہ زندگی مستعار
 ہم سزائے معصیت میں ہیں گرفتار جہاں
 پاک روہیں جلد کر جاتی ہیں دُنیا سے سفر
 پر خطا انسان دھوکے کھا رہا تو تابہ دیر
 مرنیوالے یاد آتے ہیں نہایت بار بار
 صبر و استقلال مجبوری سکھاتی ہے ہیں
 جو ہر انسانیت ہے صبر و ضبط و خامشی
 نڈھنگتہ صبح دم کلیاں اگر مڑجھا گئیں
 ذرہ ذرہ عالمِ خاکی کا ہے صیدِ قضا
 دیدہ بُنیا سے یعنی دیکھ جنت کی قضا
 فطرتِ اصلی کی جانب پھر بڑھتا رہ نظر
 رہ نہ اول جنسِ انسانی کو جو حاصل ہوا
 جو گنہ گاری نے انسان کو دکھائی ایک بار
 اس طرح ہیں وہ نورِ زندگی غم چکاں
 گامزن ہیں منزلِ پنہاں کی جانب جلد تر
 اس نشاطِ عارضی سے ہو نہیں سکتا وہ سیر
 ہیں مگر وہ عشرتِ جاوید میں عشرتِ گسار
 پیشِ خلاقِ دو عالم خود یہ خود خاموش ہیں
 آخرش صیدِ قضا ہے چند روزہ زندگی
 پتیاں پھولوں کی بھی سبام تک لگا گئیں

ہے عبتِ رنجِ دُمن بے فائدہ ہر یہ ملال
 چند دن میں یہ سفرِ درپیش ہے آخرِ حمال



مرحومہ خاتون اکرم کے نام

خواب میں پیشِ نظر جلوہ کناں کچھ اور تھا
ہر طرف سے چمن رہی تھی اک شعاعِ موجِ نور
چمنِ پیشانی سے شمعِ زندگی تھی نورِ بار
روشنی کی بجلیوں میں چشمِ ضوِ آلودہ تھی
کچھ خبر بھی ہے کہ ہم پر کیا گذرتی ہے یہاں
اور دلِ ناکام محسوسِ قیودِ زیست ہے
آہ تو یوں چھپ گئی آکر نگاہِ خور میں
صبحِ تو یہ ہے ہم بہت برباد ہیں تیرے بغیر
کو ہساروں میں نہیں اور لالہ زاروں میں نہیں
کچھ نشاں دیتا نہیں پروانہِ حسرتِ طراز
نکھتوں میں میں تری بوئے وفا پاتی نہیں
طاہرانِ باغ کچھ تیری خبر لاتے نہیں

...
...
...
چھپ گئی ہے کس عدم کے گوشہ پہناں میں تو

اتفاقاً رات آنکھوں میں سماں کچھ اور تھا
عالمِ نظارہ تھا نورِ آفسرینِ برقِ طور
ذربختِ گرمی پہ تھی خاتونِ اکرمِ نوہر
آنکھ کی نزہت میں موجِ نورِ آلودہ تھی
عرض کی میں نے کر لے سروِ گلستانِ جاناں
تو گئی مثلِ ہوائے گلِ فضا دہر سے
ڈھونڈتے پھرتے ہیں ہم تجھ کو فضاِ نور میں
کیا کہیں ہم کس قدر ناشاد ہیں تیرے بغیر
تو گلستاں میں نہیں رنگیں بہاروں میں نہیں
شمعِ محفلِ تیری صوئے نور سے ہے بے نیاز
بوئے گلِ تیری شمیمِ غنیرِ لاتی نہیں
استدرا کیوں چُپ ہیں یہ بھی راز بتلاتے نہیں

...
...
...
چاندنی اور چاند کو ہے آہ تیری جستجو

دل ہمارا گر گھڑی سیما پیش بے تاب ہے اور آنکھوں سے رواں اک یاس کا سیلاب ہے
کب سے ہم ہیں آہ صبرِ جنت جو تیرے لئے رات دن آوارہ ہیں ہم مثلِ بو تیرے لئے

ڈھونڈتا پھرتا ہے سوچِ روز و شب ہم تجھے

تو کہہ رہے اور کہاں ہے کچھ پتہ تو نے مجھے

ہمتیں کے فرمانے لگیں خاتونِ اکرم "شاد باس"
مجھ کو ہے افسوس تو میرے لئے بیتاب ہے
کیسے گاؤں تجھ کو اسرارِ بہتانِ زندگی
علم ہے تیری تلاش اور ضبطِ تیری جستجو
میں ہوں دنیا کی نمائش کا ہیرنگی سودور
چھپ گئی ہوں چشمِ ظاہر میں سے چھپنے کیلئے
دیکھ چشمِ خود سے حُسنِ حقیقی کی جہاں
سینہ، امید کو چمکانے رنگِ آرزو
لفظیں باطلِ جسدِ رہیں دل کی دنیا ہے مٹا
یہ جہاں فانی ہے چشمِ ظاہر آرا کے لئے
ہو گیا گلِ چارہ پارہ خاکِ حسرت میں نہاں
بُجھ گئی گوشتِ محفل اور باقی خاک ہے
جو کبھی تھی رُوحِ پروانہ و نورِ شمع تھی

تیری حسرت کی کہانی ہے نہایت دلخراش
دل تو میرے لئے اک شذرہٴ سیلاب ہے
آسناؤں جستہ جستہ داستانِ زندگی
تو نہ پائے گی مجھے اس طرح پھر کر کو بکو
ہے مری آرام گاہِ نیستی ہستی سے دور
ہو گئی روپوش درسِ علم بننے کے لئے
خود حقیقت ہے گلِ مقصود کی امیدوار
دل کے مخفی آئینہ پر ڈال چشمِ جستجو
رنگِ ظاہر شیشہٴ حُسنِ تناسل سے مٹا
دیدہ دنیا کو داغِ غمِ پیراغِ سینہ ہے
دیدہ بلبُل میں لیکن نکبتیں ہیں سرگراں
پھر بھی محفل میں ہیں روشن سوزِ الفت کیلئے
جس کے دم سے پیکرِ ہستی میں تھی اک روشنی

جو جہاں کا نور کہلاتی ہے اے جانِ جہاں نور افزوزِ زمین و جلوہ دارِ لامکاں
 دل کے خلوت خانے میں جب ٹہنڈتی آئیگی تو دیدہٴ اُمید کے کاشانے میں پائیگی تو
 زندہ جاوید ہو کر شاہد ہوں آباد ہوں قیدِ دُنیاۓ دنی سے مطلقاً آزاد ہوں
 کھول کر آنکھیں کچھ کو اپنے دل کی رائے میں ٹہنڈھ
 کیفِ روحانی کو روح و دل کے میخانے میں ٹہنڈھ

جذباتِ حسرت

سوئے والے سورہے ہیں قبر کی آغوش میں ادبِ بیداری مقید ہے فریبِ ہوش میں
 کھل گئے ہیں سونوالوں پر رموزِ زندگی جاگتے والوں کو لے ڈویا ہے احساںِ غمی
 جاگتی آنکھوں میں کیفِ زیست ہو جہِ نشاط ان کی دُنیا ہے فقط عیش و نشاط و انبساط
 زندگی کے شعبڈوں میں تَفِ ثوقِ آرزو ان مشاغلِ ہائے بے پایاں میں ہے تابِ نمو
 یہ ندائے کیفیاتِ رنگِ صبح و شام ہیں گویا بالکل بے نیازِ گردشِ ایام ہیں
 جھللاتی چاندنی میں ہیں ندائے حُسنِ ماہ بیمِ گوں تارے ہیں انکی بخودی کی ذوقِ گاہ
 نازنینِ کلیوں پہ ہیں پروانہٴ دُش دیوانہ دار اس بھرے پھولوں پہ ہیں بھونڈ کی صورتِ بھیرار
 چاندنی سے ان کے گلشنِ قصرِ ہائے نور ہیں ساغرِ دل ان کے کیفِ ناز سے مخمور ہیں
 گو ہر شبنمِ ادائے خواب پر ان کی نثار گردِ بالیں ماہ یعنی رات بھر ہے بھیرار

سُکرا کر ہر کرن سوچ کی ٹھکتی ہے اُدھر جس طرف کھولیں وہ غرق یعنی ہنگامِ سحر
 پہنتے ہیں غنچے کہ بول اُٹھے نصائے گلستاں پھول کھلتے ہیں برلے ہدیہ زلفِ بناں
 آہ یہ رنگینیِ عالم یہ ہنگامِ بہار یہ گلوں کے ہاتھ میں لبریزے جامِ بہار
 ساحرِ قدرت نے انسان پر ہے کیا جادو کیا

دہریں ہر شخص ہے وارفتہ کیفِ بقا

آہ دکھاؤں تجھ کیوں گورِ غریباں کی سحر عالم فانی کا یہ پہلو ہے کتنا غم اثر
 یاس میں ڈوبی ہوئی چلتی ہو جب بادِ صبا خاک کے تودوں پہ چھا جاتی ہو جب کالی گھٹا
 گو بختی ہے جب مزاروں پر کبھی بانگِ اذان اور چھا جاتا ہے سناٹا فضا پر بے گماں
 پڑتی ہیں سوچ کی کرنیں تیز و شعلہ در کنار خاک قبرستان میں اُڑتی ہے ہو کر سقراط
 اور سوچ کی تمازت سے جھلکتے ہیں مزار صبح سے تا شام رہتی ہے یہ بستی بہقراط
 شام کی تاریکیاں دوشیزگانِ غم نصیب حسرتوں سے سر جھکا تی ہیں مزاروں کے قریب
 شب کی تاریکی ہے بس اک پردہ دارِ زندگی ٹوٹی ہے موت اندھیرے میں بہارِ زندگی
 آہ یہ سونے کی چادر بونے حسرت میں بسی چاندنی قبروں سے ارماں کی طرح لپٹی ہوئی
 ہلکے ہلکے قطرہ شبنم کے تابندہ گہرے گود میں پھولوں کی چھپ چلتے ہیں جب قہرِ سحر
 اس قدر غمناک ہو جاتا ہے یہ غلگیں چن اپنا سر دہنتی ہے فرطِ غم سے بیوہ یا سن
 دیکھ کر یہ حال ہو جاتا ہے میرا دل اُداس خود بخود سینہ میں جھپتی ہے غلش کی ایکٹائش
 آہ اپنے برگ ہائے دل دہستی کا نشان زندگی میں جن سے تھا سر سبز اپنا گلستاں

جن کے ہونے سے جہاں میں تھا فروغِ انسا ط
 دیکھ کر ملتا تھا جن کو ایک کیفِ زند گی
 جن کے جلووں سے ہونیِ روشنِ یہ ساری کائنات
 جن کی خوشبو سے معطر تھی بہارِ آرزو
 جن کے قدموں سے ہونیِ تریزینِ آیامِ حیات
 آہ کل تھی جن کی ہستی لطف کی آغوش میں
 یادیں کس کس کی اشکِ غنیمتِ بربسا نا پڑیں
 دل تڑپتا ہے کہ تصویریں نظر آجائیں وہ
 جن کے دم سے منفرد تھی محفلِ کیف و نشاط
 باعثِ نورِ نظر ہوتی تھی جن کی روشنی
 جن کی تابش سے چمک اٹھی حیاتِ بے ثبات
 جن کی نہکت سے معبر تھا نگارِ آرزو
 جن کی برکت سے ہونیِ توقیرِ ہنگامِ حیات
 آج وہ سوئے ہوئے ہیں منزلِ خاموش میں
 کیسی کیسی ہستیاں اس خاک میں آباد ہیں
 آنکھ مضطر ہے کہ پھر جلوہ کہیں کھلاؤں وہ

”چھوٹ جائیں غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہیں
 خاک ایسی زندگی پر وہ کہیں اور ہم کہیں“

حُسنِ تصور

(ایک سہیلی کیلئے جس کا خطاب ”کرنشادیو“ ہے)

دلِ غمناک مژدہ ہو کہ قسمت جگمگاتی ہے
 چمک اٹھے ہیں سب صحنِ درو دیوارِ ہستی کے
 کرنشنا چمکے چمکے پھر مری تلوت میں آتی ہے
 تجلی پیکرِ انور کی ہر اک شے یہ چھاتی ہے
 محبت گاہِ دل پر تو سے جسکے جگمگاتی ہے
 برستا ہے بجگا ہوں سے وہ نورِ سردی پیہم

وہی لب ہیں خوشی جن کے نغموں کو جگاتی ہے
 وہی نظریں کہ جن کی موہنی دل کھینچ لاتی ہے
 وہ شونہی جس پہ بجلی جانِ دل سے لوٹ جاتی ہے
 کرن سورج کی جیسے آئینہ میں عکس جاتی ہے
 کہ جس سے دل کی پڑ مردہ کلی بھی مسکراتی ہے
 کہ شہناکس طرح جامِ مے اُلفت پلاتی ہے
 پے نذرِ عقیدت، چشمِ اتکِ شوق لاتی ہے
 صدا دہیے سُردوں کی تار ہائے دل کو آتی ہے
 راہِ مر سینے میں میری روحِ مردہ کسماتی ہے
 صدائے نغمہ میرے زخمِ دل کو چھڑ جاتی ہے
 کہ شہناکِ کیف میں نغمہ کے خود بھی گھوٹی جاتی ہے
 مجسم ہو کے وہ نغمہ کی دیوی مسکراتی ہے

وہی رخسار ہیں جن کی ملاحت جانِ تابش ہے
 وہی آنکھیں کہ جن کے آئینوں میں جو اُلفت ہے
 بلا کی دکھ کشش پلکوں میں نظروں کی وہ شیرینی
 چمکتی ہیں نکا ہیں اس طرح چشمہ کے شیشوں سے
 نظر ملتے ہی ہونٹوں پر تبسم کی دل آویزی
 نظر ملتے ہی دل پر نشہ پہنا ہوا اطراری
 نظریں بس گیارہ رنگین کہ شہناکِ وہی جلوہ
 بنگا ہوں میں دلی جذبات کھینچ کر آگے سارے
 اُدھر نازک سی شیریں راگنی چھتری تصور نے
 صغیرِ نغمہ سے کھینچتے ہیں جذباتِ الم آگیں
 بڑھتی جاتی ہے محبتِ ترنم کی تخیل میں
 ڈبلا انگوٹھ کے سانچے میں وہ اس کا پیکر رنگیں

جمال آنکھوں ہی آنکھوں میں کیا جادو تصور نے

کہ جو مجھ سے جدا تھی روح میں میری سماتی ہے

۶۹ محبوب کی بڑ

(چار سہیلیوں کے قصوں میں)

خدا جانے وہ کیا طرزِ کرم ایجاد کرتے ہیں
وہ گھر بیٹھے بٹھائے یہ نئی بیدار کرتے ہیں
تصویریں کرم کرتے ہیں وہ اپنے امیروں پر
چمن کی وہ نرکت وہ نفاست کیفِ نوم کی
نئے دامِ محبت سے نرالی قیدِ الفت سے
ہمارے دل کے ٹکڑے اہلِ دل کو اک تبرک ہیں
لگا ہوں کی وہ شوخی ہر شراتِ انگی چتون کی

(ایک سہیلی کیلئے جس کا خطاب گرو جی ہے)

نظرِ نجی ہے دل ہر مطمئن خاموش ہیں مطلق
کہاں قسمت کہ ہوا اپنا گزرا اس آستانے تک
گرو کا آستانِ پاک اور یہ سرمعاذ اللہ
گرو کے آستان پر جا ہم الفت کاش مل جائے
بصدِ تعظیم اب اپنے گرو کو یاد کرتے ہیں
خیالِ خام ہی سے اپنے دل کشاد کرتے ہیں
جنابِ دل بھی کیا کیا حسرتیں ایجاد کرتے ہیں
سو آئی یہ متنا ان دنوں نامشاد کرتے ہیں

جمالِ تشنہ لب مستِ دہریسِ عالمِ عرفاں ہے
گرو دیکھیں پرستاروں کو کب تک یاد کرتے ہیں

ہدیہ شوق

(ایک سہیلی کی خدمت میں)

تم جانِ محبت ہو	جانِ محبت ہو
تم شانِ محبت ہو	شایانِ محبت ہو
عنوانِ محبت ہو	سامانِ محبت ہو
پیمانِ محبت ہو	قربانِ محبت ہو

تم عشقِ دُعا کی	اک شمعِ فروزاں ہو
تم جلوہٴ اُلفت کی	اک ہر درخشاں ہو
اخلاقِ مروت کی	خورشیدِ خراماں ہو
اخلاصِ محبت کی	سرچشمہٴ حیواں ہو

اخلاقِ سراپا ہو	اخلاص کی دُنیا ہو
اک عشقِ منزہ ہو	اک حُسنِ مصفا ہو
اُلفت کا ستارہ ہو	اشفاق کا دریا ہو

اُمید سے بالا ہے	احساسِ محبت کا
احساسِ اُعلیٰ ہے	انذارِ مروت کا
افلاک کو اونچا ہے	معیارِ صداقت کا

آنکھوں کے تبسم میں	اُلفت کی تجلی ہے
ہونٹوں کے ترنم میں	اک عشق کی نبی ہے
جذبوں کے قلاطم میں	اُلفت کی دانی ہے
اندازِ تکلم میں	شیرینیِ دُوری ہے

تم آنکھ سے مخفی ہو	ہو دل میں نہاں لیکن
ظاہر میں تو چھپتی ہو	ہو دل پہ عیاں لیکن
تم روج پہ چھائی ہو	نظروں سے نہاں لیکن

تم دل کی تسلی ہو	درد پر وہ ہواں لیکن	تسکینِ محبت میں	سرشار ہو دامن
ہاں تلخ اراں میں	آجاؤ دفا بن کر	تم درد کی خلوت میں	دل دار ہو دامن
تم پردہ مژگاں میں	چھپ جاؤ حیا بن کر	تم قلب کی کھیت میں	بیدار ہو دامن
تم اس تک کے طوفاں میں	آجاؤ ضیا بن کر	غمینِ جمالہ کو	دل سے جھکا دینا
سینے کے گلستاں میں	ٹہلو تو صبا بن کر	ہجو رِ محبت کو	آفت کا صلہ دینا
میخانہٴ آفت میں	ے خوار ہو دامن	تم اپنی جہالہ کو	اعزاز وفا دینا
		مردمِ تما کو	دیدار دکھا دینا

وداعِ پنہاں

(یہ موقعِ رخصت ہمیشہ رابعہ پنہاں صاحبہ)

الوداع لے جانے والی تربت نشیں	الوداع لے نور عینِ مادرِ غم آفسیں
الوداع لے حسنِ آفتِ دختر شیریں مقال	الوداع لے جملہٴ افسانہٴ طور و جبال
الوداع لے محبتِ گلہائے گلزارِ وطن	الوداع لے بلبلی رنگیں بیاں شیریں دہن
الوداع لے تماشے کو لوئے دریائے سخن	الوداع لے نورِ صبحِ نو بہارِ گلِ فغن
الوداع لے افسرِ جادو نگارِ وطن	الوداع لے شاعرِ فردوسِ دنیاے سخن

الوداع اے نکتہ پر در صاحب احساس ہوش
 تو نے اک جنبش میں پردہ پارہ پارہ کر دیا
 تجھ سے شمع زندگانی مست در روشن ہو گئی
 تو نے رمز شہریت سب آشکارا کر دئے
 تو نے کی دنیا میں تقلید شعار فاطمہ
 ہے ترا ہم دزد کا ہم پایہ نور جہاں
 اے منزہ شاہ زادی حور رفت پاک حال
 ہم سے رخصت ہو رہی آج یوں با چشم تر
 گھر کی رونق دل کی زینت روشنی آنکھوں کی تھی
 ساز آفت سوز پاتا تھا ترے پیغام سے
 ہیں سمجھا اور تجھ پہ اپنے آشکھائے غم نواز
 صبح عصمت نور امتاں تھی درخشاں نام سے
 الوداع اے خواہر آفت چساں آفت طراز

روح شوہر بن کے پہناں ہو جہاں میں کامکار

یہ دُعا مقبول ہو میری مرے پر در دگار



وداعِ غزال

(بہ موقعِ رخصتِ عزیزہ میمونہ غزال سلیمہا)

الوداع اے نور عینِ خاک پوش	الوداع اے دخترِ فرخندہ پوش
الوداع اے پارہٴ قلبِ حبسگر	الوداع اے نورِ دلِ نورِ نظر
الوداع اے روشنیِ روحِ دل	الوداع اے انبساطِ مستقل
الوداع اے جانِ جانِ خواہراں	رخصت اے روحِ روانِ خواہراں
رخصت لے محزونِ نظرِ فرخندہ فال	الوداع اے پیاری میمونہ غزال
وقتِ رخصت ہم ہیں محزون و فگار	رو رہی ہے غم سے با چشمِ تر
آہ آبا جان کی نورِ جہاں	رخصت لے دختِ یتیم و ناتواں
ہے دُعا اپنی یہی شامِ دسمبر	تجھ سے روشن ہو درخِ شمش و قمر
حسنِ احسانِ بن کے ہو نورِ جہاں	دونوں تارے مل کے ہوں جہتِ آل

دل کے ٹکڑے ہیں بچا دے جمال
بد نگاہِ آنک افراے غمشِ مال

وداعِ شمیم

(ایک سہیلی کی رخصت پر)

سپرِ دُخدا نورِ عینین	شسیمِ چمن زارِ شرمِ دجیا
محبت کی ہنستی کلی اوداع	صداقت کی تابندگی اوداع
شرافت کی روحِ رواں اوداع	فطانت کی اے جانِ باں اوداع
مہِ چرخِ عصمت فروزاں ہو تو	گلِ باغِ اُمیدِ خداں ہو تو
صداقت تری شعلہ افروز ہو	شرافت تری ماہِ نورِ روز ہو
ضیائے مدِ علم روشن ہو تو	اندھیروں میں خورشیدِ افگن ہو تو
جبیں سے درخشاں ہوں ایسے قمر	ہو پر تو سے جس کے نمودِ سحر
محبت کے موتی نظر سے گریں	وہ موتی جو نظروں کو خیرہ کریں
نگاہوں سے روشن تارے چھڑیں	جبیں سے تری ماہِ بارے چھڑیں
چمک جن کی ذروں پہ صفتِ کسے	جھلک جنکی جنگل کو منگل کرے
وہ خاموش سبکی لبوں پر ہے	تبسم سے پہلے جو دل پر گرے
قدم تیرے تارے نکلتے چلیں	ترے نقشِ پاگل کھلتے چلیں

نظر تیری جس سمت اُٹھنے لگے
 اُنیس حقیقی ہو شو ہر کی تو
 ہو سسرال نازاں تری ذات پر
 ہر اک ذرہ ہو ترکِ مگستاں
 درخشاں ہو سستی سے تیری جہاں
 زمانہ کی جب تک روشن جیس
 یہاں سے تو روتی رُلانی چلی
 مزہ زندگانی کا جاتا رہا
 اُسی سمت برقِ ادا اگر پڑے
 بڑھائے تو اس ماہ کی آبرو
 بنائے تو ہر قلب میں اپنا گھر
 نیا گھر ہو قدموں سے شک جہاں
 کرے دور تو جہل کی بدلیاں
 ترانام ہو مثلِ افشاں میں
 بھرے گھر کو جنگل بناتی چلی
 شمیمِ حین ہے، حین سے جدا

دعاؤں کے ہیں پھول تجھ پر تیار
 شمیمِ گلستانِ صبح بہار

فغانِ یاس

کیسا نصیب لائی تھی گلشنِ روزگار میں نخلِ مراد لٹ گیا صبحِ المِ گسار میں
ایک تو میرا زخمِ دل چرکے ہزار قسم کے کیسے نہ پھول سُرخ ہوں زخمِ جگر و گسار میں
چاند سے کیا غرض مجھے پھولِ سودا سطر کے دل ہوا سیرِ رنگِ بوسینہ داغدار میں
وائے بجالِ بخودی رازِ نہاں چھپ سکا اشکِ ترپکے آگیا پردہِ مازِ مار میں
ایک بہارِ زخمِ دل ایک دُورِ اشکِ تر چشمہ آب ہے رواں پہلو لالہ زار میں
خونِ جگر کی چھینٹاں کشتِ امیدِ پنبہ دیں داغِ نہاں بھی سبز ہو یا رب نئی بہار میں
غنجِ زبرِ رنگِ بُو ایک ہوا میں اُڑ گئے کس کس کو میں سمیٹ لوں دامنِ تار میں

شمع سے حال کچھ کہا میں نے جمالِ بزم میں
لختِ جگر ٹپک پڑے اشکِ گہرِ تار میں



جمال بکڈپو کی تازہ پیشکش

آئینہ جمال : ملک کی مشہور شاعرہ بلقیس جمال صفا کی نظموں کا دلکش مجموعہ قیمت ۱۲/۸
 قوسِ قزح : بلقیس جمال صفا بریلوی کی چند خاص نظموں کا مجموعہ قیمت ۸/۸
 غزال : میمونہ خاتون صفا غزالہ بریلوی کے کلام کا گلدستہ قیمت ۴/۸
 گوہرِ عفت : آمنہ خاتون عفت کے چند عبرتناک افسانوں کا مجموعہ قیمت ۸/۸
 اشکِ خونیں : نامور شاعرہ رابعہ پنہاں صفا کے دردناک کلام کا دلگداز نمونہ قیمت ۴/۸

لے بکایت
 آمنہ خاتون عفت منیجر جمال بک ڈپو
 پرانی کوٹوالی مظفرنگر

٢٠٢٠

٨٩١٥٢٣١٧

(٥٦)

DUE DATE

--	--	--	--

